مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

بچوں کیلئے

اسلامی کہانیاں

پروفیسر خالد پرویز

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

بسم الله الرحمن الرحيم

اللهم صل على سيدنا محمد النبي

الأمي وعلى آله وصحبه وبارك وسلم

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

پیارے بچوں کے لئے

اسلامی کہانیاں

مصنف

پروفیسر خالد پرویز

حق پبلی کیشنز

2-A سید پلازہ چیٹرجی روڈ، اردو بازار، لاہور

فون: 7220631 موبائل: 0300-9422434

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

یا اللہ! تیرا شکر ہے۔

''رحمتیں، برکتیں، وسعتیں''

ناشر: عدیل حق، محمد اجمل

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

2010ء

پروڈکشن مینجر	:	بشارت صدیقی 0334-9915359
مارکیٹنگ	:	فیاض احمد
لیگل ایڈوائزر	:	عامر وہاب اعوان (ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)
مطبع	:	اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز، لاہور
قیمت	:	100 روپے

For Suggestions And Feed Back
Muhammad Salman
0332-8333333

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

اِنتساب

دانائے سبل
ختم الرسل
مولائے کلؐ

صلی اللہ علیہ وسلم

کے نام

پروفیسر خالد پرویز
11/6 فیصل اسٹریٹ، گلگشت ملتان
061-522252
0300 630 2548

Marfat.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

حُسنِ ترتیب

صفحہ نمبر

۱ بادشاہ سے غلام بہتر	9
2 کیا تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے؟	14
3 ''میں خضر ہوں''	18
۴ کیا سب انار کھٹے ہیں؟	21
۵ آدھے باغ کی مالکن	27
6 دو فرشتے زمین پر اُترے	30
7 ایک تھکا دینے والا سفر	32
8 لمحہ لمحہ کا خوف	35
۹ ایک رات شیر کے ساتھ	44
۱۰ تم کس طرح کے آدمی ہو؟	47
۱۱ بوڑھا ابلیس!	49
۱2 ظلم کا ثواب!	51
۱3 پہلی کے بعد دوسری دفعہ!	54
۱۴ سبز پیالہ کہاں سے آیا؟	59
۱۵ ایک روٹی اور ایک پیاز کیوں؟	64
۱۶ جب وہ نیند سے بیدار ہوا!	68
۱۷ بھائیو! کیا معاملہ ہے؟	70
۱۸ جب جہاز ڈوبنے لگا!	72
۱۹ خچر پر سوار شخص	75

Marfat.com

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

صفحہ نمبر

۲۰ جب شیر نے اونٹ کو گرایا 79
۲۱ مجبور و معذور پرندہ 83
22 بغیر وضو کی نماز! 87
23 خون آلود لاشیں 89
۲۴ فقیروں کا فقیر! 93
25 تین دن کا مہمان 95
26 تمام جائیداد تمہارے حوالے! 98
27 دروازہ بار بار کھل جاتا! 100
28 وہی فرشتہ پھر آیا! 102
29 دشمن کیا دیکھتا ہے؟ 104
30 آخر تمہیں کیا ملا؟ 106
31 کنواں اگلے موڑ پر 109
32 درخت سے ندا آئی 111
33 پہاڑ چل پڑا 113
34 طوفان بلا خیز 116
35 چٹائی میں لپٹا شخص! 118
36 کھول دو، بند کر لو! 121
37 کاندھوں پر سفر 123
39 چھ باتوں کا جواب دو! 126

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

بادشاہ سے غلام بہتر

بادشاہ سلامت کا دربار لگا ہے۔ حاجت مند قطار اندر قطار پیش ہو رہے ہیں۔ بادشاہ ہر ایک کی درخواست پر حاجت مند کی خواہش کے مطابق حکم صادر کر رہا ہے اور ڈھیروں دعائیں سمیٹ رہا ہے۔ اتنے میں ایک سوداگر حاضر ہوتا ہے۔ وہ بادشاہ عالی وقار کی خوشی و خوشنودی کی خاطر چند غلام اپنے ساتھ لایا ہے تاکہ بادشاہ کی خدمت گزاری کے لئے انہیں پیش کر سکے۔ وہ بادشاہ سے درخواست پذیر ہوتا ہے:

> ''بادشاہ سلامت! رب رحمٰن و رحیم آپ کا وقار و اختیار بلند و بالا کرے! میں چند غلام آپ کے حضور پیش کرنے کے لئے لایا ہوں۔ آپ انہیں شرف باریابی بخشئے اور جو غلام آپ پسند فرمائیں اپنی خدمت و نیازمندی کے لئے اپنے پاس رکھ لیں۔ میں جانتا ہوں کہ آپ کے پاس غلاموں کی کمی نہیں۔ ایک سے ایک بڑھ کر غلام آپ کے دربار میں آپ کی جنبش ابرو اور حرکت انگشت پر عمل کرنے کو تیار ہے مگر میں سمجھتا ہوں کہ یہ میرے لئے بہت بڑی سعادت اور اعزاز و افتخار ہوگا

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

اگر میرا پیش کردہ کوئی غلام آپ کے احکامات کی بجا آوری کے لیئے آپ کے دربار شاہی میں مامور ہوگا۔"

بادشاہ ذی حشم اس سوداگر کی درخواست پر زیر لب مسکراتا ہے اور حکم دیتا ہے کہ:

"ہر ایک غلام کو باری باری میری خدمت میں پیش کیا جائے۔ میں نے یہ ارادہ کیا ہے کہ میں ان غلاموں سے چند سوالات کروں۔ جو غلام میرے سوالات کے تشفی آمیز اور تسلی خیز جوابات دے گا اُسے اس دربار شاہی میں بطور مقرب غلام کا غذات تقرر دیئے جائیں گے البتہ جو غلام صحیح جواب نہیں دے سکے گا اُسے واپس جانا ہوگا۔"

بادشاہ سلامت کے حکم کی تعمیل میں سوداگر باری باری ہر ایک غلام کو بادشاہ کی خدمت میں پیش کرتا ہے۔ وہ ہر غلام کے خواص بیان کرتا ہے۔ ان کی تعریف وتوصیف میں رطب اللسان ہوتا ہے۔ ان کی انفرادیت بتاتا ہے مگر بادشاہ کے سوالات کے تسلی بخش جوابات کوئی بھی غلام نہیں دے پاتا۔ اس صورت حال سے بادشاہ قدرے مایوس بھی ہوتا ہے اور پریشان بھی۔ وہ سوداگر سے کہتا ہے:

"تم نے اپنے غلاموں کی خوبیاں بڑے نمایاں طور پر بیان کیں۔ ہم نے بھی ہر غلام کو جانچا مگر کوئی غلام بھی ہمیں متاثر نہیں کر سکا۔ کیا ان غلاموں کے علاوہ کوئی اور غلام تمہارے پاس نہیں ہے؟ اگر کوئی اور غلام ہو تو اُسے پیش کرو ورنہ ان تمام غلاموں کو واپس لے جاؤ۔"

سوداگر یاس و نا اُمیدی کی حالت میں بصد عجز کہتا ہے:

بادشاہ سلامت! رب ذوالجلال آپ کے اقبال کا ستارہ ہمیشہ

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

چمکتا دمکتا رکھے! دراصل ایک اور غلام باہر موجود تو ہے اور ضد کر کے میرے ساتھ یہاں تک آیا بھی ہے مگر میں سمجھتا ہوں کہ وہ اس اعلیٰ و ارفع دربار شاہی کے قابل نہیں۔ اسی لئے میں اُسے آپ کے حضور پیش کرنے سے پس و پیش کر رہا ہوں۔"

بادشاہ سلامت زوردار لہجے میں سوداگر سے کہتا ہے:

تم نے یہ کیسے فیصلہ کر لیا کہ وہ غلام ہمارے دربار کے قابل نہیں۔ یہ فیصلہ ہم خود کریں گے۔ تم اُسے فوراً حاضر خدمت کرو تا کہ ہم اس سے بھی چند سوالات کر سکیں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ ہماری توقعات پر پورا اُترے اور ہم اسے اپنی ملازمت میں رکھ لیں۔ یاد رکھو کہ کسی کا ظاہر دیکھ کر اس کے باطن کا قطعی فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔ دوڑ کر جاؤ اور وہ غلام جو اپنے شوق و ذوق سے تمہارے ہمراہ آیا ہے اُسے لے آؤ۔"

بادشاہ کے حسب حکم سوداگر اُس غلام کو دربار شاہی میں حاضر کر دیتا ہے۔ غلام ادب سے سر جھکا کر سلام کرتا ہے اور پھر ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ بادشاہ اُس غلام سے سلسلۂ سوال و جواب شروع کرتے ہوئے پہلا سوال یہی پوچھتا ہے کہ:

"بتاؤ تمہارا نام کیا ہے؟"

دوسرے غلاموں کے جوابات کے برعکس یہ غلام جواب دیتا ہے کہ:

"بادشاہ سلامت! آپ غلام کو جس نام سے چاہیں یاد فرما لیں۔ غلام نے تو غلام ہی رہنا ہے۔ اس کا کوئی اور نام کیا ہو سکتا ہے!"

Marfat.com

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

بادشاہ پوچھتا ہے: ''اچھا بتاؤ کہ تم کھانے میں کیا پسند کرتے ہو؟''
غلام جواب دیتا ہے:

''مالک کی مرضی جو کھلا دے۔ مالک جو کھلا دے گا وہی میری پسندیدہ غذا ہوگی۔''

بادشاہ اُس سے آخری سوال یہ پوچھتا ہے کہ ''تمہاری کوئی خواہش ہو تو فوری طور پر بتاؤ تا کہ اُسے پورا کیا جا سکے۔ ہم تمہارے جوابات سے بہت خوش ہوئے ہیں۔ اب وقت ہے طلب کرو جو کچھ طلب کر سکتے ہو۔ جو مانگو گے وہی ملے گا۔''
غلام دست بستہ عرض کرتا ہے:

''بادشاہ سلامت! میں ایک غریب اور مفلوک الحال غلام ہوں۔ نہ اختیار اپنا، نہ ارادہ اپنا۔ اس لئے مجھے کوئی حق نہیں پہنچتا کہ کسی خواہش اور آرزو کو دل میں جگہ دوں۔ میری کوئی بھی طلب نہیں ہے۔''

غلام کے ان جوابات پر بادشاہ سلامت ایک نعرہ تکبیر بلند کرتا ہے اور بے ہوش ہو جاتا ہے۔ تمام درباری اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ افراتفری کا سماں پیدا ہو جاتا ہے۔ حکیم و طبیب طلب کئے جاتے ہیں۔ ہر شخص فکر مند نظر آتا ہے اور وہ سوداگر جو کہ اس غلام کو لایا تھا از حد متفکر و متحیر ہو کر ایک کرسی پر بیٹھ جاتا ہے۔ وہ دل ہی دل میں سوچتا ہے کہ میرا اندازہ صحیح تھا کہ یہ غلام اس دربار شاہی کے قابل نہیں تاہم اب اسے یہ پریشانی لاحق ہوتی ہے کہ اس کا انجام کیا ہوگا!

تھوڑی دیر بعد بادشاہ ہوش میں آتا ہے اور آنکھیں کھولتا ہے تو تمام اہل دربار کی جان میں جان آتی ہے مگر بادشاہ سلامت پہلی نظر جس شخص پر ڈالتا ہے وہ وہی غلام ہی ہے۔ بادشاہ دیکھتا ہے کہ غلام اسی طرح ہاتھ باندھے کھڑا ہے۔ اُس کے چہرے پر نہ کوئی پریشانی ہے اور نہ ہی کوئی حیرانی۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

اب بادشاہ تھوڑے توقف کے بعد لب کشا ہوتا ہے اور خود کلامی کرتے ہوئے قابلِ سماعت آواز میں کہتا ہے:

"اے ابراہیم ادھم! افسوس ہے تجھ پر اور صد افسوس ہے تجھ پر بلکہ صد ہزار افسوس ہے تجھ پر! تُو بھی اپنے رب کی غلامی کا دعویٰ کرتا ہے لیکن تیرا مقام اس غلام سے بھی کم تر ہے حالانکہ رب قادر و قدیر نے تجھے بادشاہت جیسی نعمت سے نوازا ہے۔ تجھ سے تو غلام بدرجہا بہتر ہے کہ جس نے سارے اختیارات اپنے مالک کے سپرد کر دیئے ہیں اور اپنی کوئی مرضی و منشاء یا خواہش و آرزو نہیں رکھی لیکن ایک تُو ہے کہ سارے اختیارات اپنے پاس رکھتا ہے۔"

اگرچہ بادشاہ سلامت، بلخ کے سلطان اور عظیم المرتبت حکمران ابراہیم ادھم نے اُس غلام کو اپنے مقربین میں شامل کر لیا تاہم اُس کے دل و دماغ پر غلام کے جوابات سے جو اثر ہوا وہ ناقابلِ بیان تھا۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

14

کیا تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے؟

اب رات کا وقت تھا۔ تمام لوگ محو استراحت تھے صرف پہرے دار اپنے فرائض منصبی کی ادائیگی میں جاگ رہے تھے۔ بادشاہ سلامت بھی تمام دن کی مصروفیت سے فراغت کے بعد اپنی خواب گاہ میں پہنچا۔ وہ اپنے عالی شان محل میں انتہائی اعلیٰ اور نرم وگداز مخمل کے بستر پر لیٹا ہی تھا کہ اچانک اُسے کمرے کی چھت پر کسی کے چلنے کی آواز آئی۔ اُس نے اس آہٹ کو پہلے تو وہم سمجھا مگر جب اُس نے انتہائی غور اور سکون کے ساتھ جائزہ لیا تو اُسے یقین ہو گیا کہ لازماً کوئی شخص اس کی خواب گاہ کی چھت پر ٹہل رہا ہے۔ وہ حیران و پریشان تھا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ کون ہے جو تمام حفاظتی حصار توڑ کر اس قدر جرأت و جسارت کے ساتھ اس کے محفوظ و مامون اور خفیہ کمرے کی چھت پر آ پہنچا ہے!

بادشاہ نے اُسی لمحے اپنے خادم خاص کو آواز دی جو رات کی ڈیوٹی پر مامور تھا۔ بادشاہ کے لہجے کی تلخی سمجھتے ہوئے خادم دوڑا ہوا آیا اور انتہائی حیران کن لہجے میں بولا:

"بادشاہ سلامت! فرمایئے رات کے ان سکون آمیز لمحات

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

میں کس چیز نے آپ کو بے سکون کیا! میں آپ کے حکم کا منتظر ہوں۔"

بادشاہ نے گرجدار لہجے میں کہا:

"اتنی رات گئے شاہی محل کی چھت پر کون چل پھر رہا ہے؟ خبر لو اور فوراً مجھے اطلاع کرو۔ جس کسی نے بھی یہ جرأت کی ہے آج وہ سزا سے بچ نہیں سکے گا۔"

خادم دوڑا ہوا گیا اور اُس نے محافظین اور شاہی کارندوں کو اس امر کی اطلاع دی تو محل میں ہر طرف بھاگم دوڑ شروع ہوگئی۔ ہر شخص پریشان ہوگیا۔ ہر ایک کی زبان پر یہی تھا کہ "یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ آخر یہ کیونکر ہوا؟ کون ہے جس نے اپنی موت کو آواز دی ہے؟"

شاہی محل کے تمام کارندے، حفاظتی دستے اور خدمت گار آگے پیچھے دوڑ پڑے اور محل کی چھت پر پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک مجذوب نما شخص انتہائی بے فکری اور طمانیت کے ساتھ محل کے اسی کمرے کی چھت پر ٹہل رہا ہے جو کہ بادشاہ سلامت کی آرام گاہ ہے۔ سیکورٹی گارڈز کے عملے نے فوراً ہی اس شخص کو دبوچ لیا اور اُسے دوڑاتے ہوئے بادشاہ سلامت کے پاس لے آئے۔

بادشاہ غصے میں تھا۔ چشم فلک نے دیکھا کہ بادشاہ سلامت کو اس قدر غصہ آج تک نہیں آیا تھا۔ وہ تو انتہائی متحمل اور بُردبار تھا مگر یہ واقعہ واقعی انہونا تھا۔ اسی غیر متوقع بات نے ہی بادشاہ کا لہجہ غیر متوقع کردیا تھا۔ بادشاہ نے اپنی آواز کی مکمل توانائی اور بلندی کے ساتھ اُس شخص سے پوچھا:

تم کون ہو؟ تم یہاں کیسے پہنچے ہو؟ تم یہاں کیا لینے آئے ہو؟ اور یہ کہ تمہیں شاہی محل میں داخل ہونے کی جرأت کیسے ہوئی؟ جہاں تک حفاظتی دستے کی کارکردگی کی بات ہے اُن

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

کی خبر میں بعد میں لوں گا۔ پہلے تم میرے ان سوالوں کے جواب دو!"

اتنے سارے سوالوں اور اس قدر سخت اور گرجدار لہجے کے باوجود اُس مجذوب نے کسی قسم کی پریشانی، خوف یا گھبراہٹ کا اظہار کیے بغیر انتہائی دل جمعی، شائستگی، اطمینان اور متانت کے ساتھ جواب دیا:

"بادشاہ معظم! میں کوئی قاتل، ڈاکو یا چور نہیں اور نہ ہی کسی سازش کے تحت کسی بُری نیت سے یہاں پہنچا ہوں۔ مجھے کسی نے یہاں نہیں بھیجا بلکہ میں اپنی مرضی سے یہاں آیا ہوں۔ دراصل ماجرا یہ ہے کہ میرا ایک عدد انتہائی قیمتی اونٹ گم ہو گیا ہے۔ وہ میرے گھر سے بھاگ گیا ہے۔ میں اُس اونٹ کو تمام آبادی، جنگل، کھلیانوں اور کھیتوں میں ڈھونڈ چکا ہوں۔ میں نے کونہ کونہ چھان مارا ہے مگر اس کا کہیں بھی کوئی سراغ نہیں ملا۔ آخرکار میں نے یہی سوچا کہ صرف ایک جگہ باقی رہ گئی ہے اور وہ آپ کا شاہی محل ہے۔ میں نے خیال کیا کہ شاید میرا وہ اونٹ شاہی محل میں جا پہنچا ہو۔ میں نے اُسے شاہی محل میں بھی نہیں پایا تو مجھے فکر ہوئی کہ ممکن ہے وہ اونٹ شاہی محل کی چھت پر ہی موجود ہو۔ اس لئے میں چھت پر اُسے تلاش کر رہا تھا۔ آپ کو اگر میرے اونٹ کے متعلق کوئی خبر ہو تو مجھے بتایئے تاکہ میں اپنا اونٹ حاصل کر سکوں۔"

بادشاہ نے جیسے ہی اس مجذوب نما شخص کا یہ جواب سنا تو بادشاہ کا غصہ اور تیز ہو گیا بلکہ تیزی اور تلخی کی آخری حدوں کو چھونے لگا۔ بادشاہ کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اس شخص کو اس گستاخی کی کیا سزا دے۔ بالآخر بادشاہ پھٹ پڑا اور کہنے لگا

Marfat.com

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

"کیا تیرا دماغ خراب ہو گیا ہے؟ تجھے اتنی سمجھ بھی نہیں کہ یہ شاہی محل ہے۔ یہ کوئی جنگل، صحرا یا کھیت نہیں اور نہ ہی یہ کوئی چوراہا ہے جہاں تمہارا اونٹ آیا ہو!"

اُس مجذوب نما شخص نے انتہائی تحمل کے ساتھ جواب دیا:

"بادشاہ ذی وقار! میں نے لوگوں سے سنا ہے کہ آپ کو خدا رسیدہ بننے اور کہلانے کا بہت شوق و ذوق ہے۔ رب ذوالجلال آپ کا یہ شوق سلامت رکھے! مگر میں تو صرف اتنی سی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر شاہی محل میں اور اُس کی چھت پر اونٹ نہیں مل سکتا تو پھر تخت و تاج اور نرم و گداز بستر پر خدا بھی نہیں مل سکتا۔ اس کے لئے فرش پر لیٹنا اور میٹھی نیند کو رتجگے میں بدلنا پڑتا ہے تب کہیں خدا کا قرب حاصل ہوتا ہے۔"

بادشاہ اُس شخص کی یہ بات سن کر سکتے میں آ گیا۔ اُس کے قلب و ذہن میں ایک تلاطم بپا ہوا۔ اس کا تمام تر غصہ جاتا رہا بلکہ اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ وہ دل ہی دل میں کہنے لگا کہ اس شخص نے بات کھری بھی کی ہے اور بہت بڑی بھی کی ہے۔ بادشاہ نے اُس شخص کو انتہائی توقیر و تعظیم اور تکریم و احترام کے ساتھ رخصت کیا۔ وہ خود شاہی محل سے باہر جانے والے دروازے تک اُسے رخصت کرنے آیا۔ مگر جب وہ اپنی خواب گاہ میں پہنچا تو نیند اُس سے کوسوں دُور جا چکی تھی۔ اُس نے تمام رات کروٹیں بدلتے گزار دی۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

''میں خضر ہوں''

ساری رات بے چینی اور بے خوابی میں گزارنے کے بعد اگلی صبح بادشاہ اضطرابی کیفیت میں دربار پہنچا شاہی محل کے کارندوں، خدمت گاروں اور خاص طور پر حفاظتی دستے کے عملہ نے دیکھا کہ بادشاہ سلامت پر ایک عجیب سی کیفیت طاری ہے۔ کوئی خلش ہے جو بادشاہ کو بے چین کیے ہوئے ہے۔ کوئی چنگاری ہے جو شعلہ بن چکی ہے۔ کوئی ایسی سوچ ہے جس نے بادشاہ کو مضطرب و مضمحل کر دیا ہے۔ اب اس میں وہ شاہانہ گھن گرج نہیں رہی۔ وہ احکامات دینے سے بھی گریزاں ہے۔ اس کا دل کسی پل چین نہیں پا رہا۔ وہ روزمرہ کے شاہی دربار کے معمولات پر بھی دل جمعی سے توجہ نہیں دے رہا۔

ابھی کارندے، خدمت گار اور حفاظتی دستے کے اراکین اسی سوچ ہی میں تھے کہ انہوں نے کھلی آنکھوں سے دیکھا کہ ایک انتہائی بارعب اور باوقار شخصیت کا مالک ایک شخص دوڑا ہوا شاہی دربار میں آ پہنچا۔ اس شخص کی شکل و صورت میں خدا معلوم کیا سحر تھا کہ کسی کو اس سے یہ پوچھنے کی جرأت نہ ہو سکی کہ ''میاں! تم کون ہو؟ اور یہاں بغیر اجازت کیسے آئے ہو؟''

وہ شخص انتہائی سرعت اور پھرتی کے ساتھ تخت شاہی کے نزدیک پہنچ گیا۔ اب سلطان ابراہیم ادھم اور اس شخص میں بمشکل دو ہاتھ کا فاصلہ تھا۔ سلطان ابراہیم ادھم نے

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

جب اس شخص کو اپنے اس قدر قریب دیکھا تو اُس نے اُس شخص سے پوچھا:

''تم کون ہو؟ اور یہ کہ میرے اس قدر قریب کس نیت سے آئے ہو؟''

حفاظتی دستے کے اراکین اُس شخص کو پکڑنے کے لئے دوڑے تو سلطان ابراہیم ادھم یعنی بادشاہ سلامت نے انہیں دُور ہی سے اشارہ کر کے روک دیا اور اُس شخص سے پھر وہی سوالات دہرائے۔ اس نے جواب میں کہا:

''بادشاہ سلامت! میں کون ہوں؟ اس بات کو چھوڑو تاہم میں کس نیت سے آیا تھا وہ میں بتائے دیتا ہوں۔ دراصل میں یہاں قیام کرنے کی نیت سے آیا تھا مگر یہاں آ کر معلوم ہوا کہ یہ تو ایک سرائے ہے۔ یہاں کسی کا بھی مستقل قیام نہیں تو میں کیسے یہاں مستقل قیام کر سکتا ہوں۔''

بادشاہ ابراہیم ادھم نے اُس شخص سے مخاطب ہو کر کہا:

''برادرم! یہ سرائے نہیں اور نہ ہی کوئی قیام گاہ ہے۔ یہ تو شاہی محل ہے۔ آپ یہاں کس طرح قیام کر سکتے ہیں!''

اُس شخص نے پوچھا:

''بادشاہ سلامت! یہ فرمایئے کہ آپ سے پہلے اس شاہی محل میں کون رہتا تھا؟''

بادشاہ نے کہا: ''میرے باپ دادا مجھ سے پہلے اس شاہی محل میں رہتے تھے۔''

اُس شخص نے پوچھا: ''آپ لوگ کتنی پشتوں سے اس شاہی محل میں رہ رہے ہیں؟''

Marfat.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

بادشاہ نے کہا: ''کئی پشتوں سے ہم اسی شاہی محل میں رہ رہے ہیں۔''

اُس شخص نے پوچھا: ''اب تمہارے بعد اس شاہی محل میں کون رہے گا؟''

بادشاہ نے جواب دیا: ''میرے بعد میری اولادیں اس شاہی محل میں رہیں گی۔''

اُس شخص نے کہا: ''بادشاہ سلامت! ذرا سوچئے اور غور وفکر کیجیے کہ جس جگہ اتنے لوگ آ کر چلے گئے اور کسی نے مستقل قیام نہ کیا وہ جگہ سرائے نہیں تو اور کیا ہے!''

اس گفتگو سے بادشاہ ابراہیم ادھمؒ کے دل پر اتنا اثر ہوا کہ اس کی دنیا ہی بدل گئی۔ کچھ رات کے واقعے کا اثر تھا۔ دوسرا اس گفتگو نے جلتی پر تیل کا کام کیا اور اب بادشاہ سلامت نے فوری طور پر شاہی محل کو خدا حافظ کہا۔ تمام لذات زندگی کو چھوڑ کر روحانی لطف لینے کی ٹھانی کیونکہ اب وہ سلطان ابراہیم ادھم سے حضرت ابراہیم ادھمؒ بننے کی راہِ روشن پر گامزن ہو چکے تھے۔

حضرت شیخ فرید الدین عطارؒ اپنی معرکۃ الآرا کتاب ''تذکرۃ الاولیاء'' میں لکھتے ہیں کہ جو شخصیت حضرت ابرہیم ادھمؒ کو ان کے شاہی دربار میں ملی تھی وہ حضرت خضر علیہ السلام تھے کیونکہ جب حضرت ابراہیم ادھمؒ شاہی محل کو خیر باد کہہ کر ریاضت ومجاہدہ کیلئے جنگلوں اور صحراؤں میں نکل پڑے تو وہی مردِ قلندر انہیں راستے میں ملے تو آپؒ نے ان سے ان کا نام پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ ''میں خضر ہوں''۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

سب انار کھٹے ہیں؟

حضرت ابراہیم ادھمؒ صحرا بہ صحرا گریہ وزاری اور رب کائنات کے حضور عاجزی کرتے ہوئے نیشاپور کے مضافات میں پہنچے۔ وہاں ایک تاریک غار میں مکمل نو (۹) سال تک رب رحمٰن ورحیم کی بارگاہ میں گڑگڑاتے رہے اور عبادت وریاضت میں مصروف رہے۔ آپؒ ہر جمعتہ المبارک کو غار سے باہر تشریف لے آتے اور جنگل سے لکڑیاں جمع کرتے۔ ان لکڑیوں کو فروخت کر کے جو کچھ حاصل ہوتا وہ رب رازق ورزاق کے راستے میں نصف دے دیتے اور نصف رقم سے ہفتہ بھر کا سامان خورد ونوش خرید کر پھر پورے ایک ہفتہ کے لئے غار میں تشریف لے جاتے تاکہ مجاہدہ جاری رکھ سکیں۔

حضرت ابراہیم ادھمؒ کے دل میں خدا خوفی اور دماغ میں نجات اخروی کا سودا سمایا تھا تو آپؒ دنیاوی تخت وتاج اور شاہانہ جاہ وجلال کو ٹھوکر مار کر شاہی محل سے رات کی بے زبان تاریکی میں لوگوں سے چھپتے چھپاتے، واقف کاروں سے بچتے بچاتے نکل پڑے تھے۔ لباس فاخرہ اُتار پھینکا تھا اور غلاموں کے سے کپڑے زیب تن کر کے مزدوری کی تلاش میں سفر کا آغاز کیا تھا۔

آپؒ کی وضع قطع اور چال ڈھال ایسی تھی کہ کوئی نہ پہچان سکتا تھا کہ یہ وقت کے بادشاہ ہیں۔ رب رازق ورزاق کی ذات روزی رساں ہے۔ وہی رب ہی ہے جو پتھر

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

میں موجود کیڑے کو بھی رزق پہنچاتا ہے۔ حضرت ابراہیم ادھمؒ مختلف لوگوں سے ملے اور ملازمت و مزدوری کی درخواست کی۔ بالآخر ایک باغ کے مالک نے آپؒ کو اپنے باغ کی نگرانی و نگہبانی کے لئے ملازم رکھ لیا۔ مزدوری ملنے پر آپؒ نے رب قادر و قدیر کا شکر ادا کیا اور اپنے فرائض کی انجام دہی میں ہمہ تن مصروف و مشغول ہو گئے۔ آپؒ کے ذمہ محض یہی کام تھا کہ باغ کی رکھوالی کریں۔ کسی شخص کو کوئی پھل چوری نہ کرنے دیں اور پھل ضائع کرنے والے پرندوں کو وہاں سے اڑا دیں۔

وہ باغ انتہائی خوبصورت تھا۔ رنگ رنگ کے پھول بھی تھے اور قسم قسم کے فروٹ بھی۔ حضرت ابراہیم ادھمؒ رب کائنات اور خدائے خالق و مالک کی ہمہ نوع مخلوق پر لحہ لحہ غور و فکر بھی کرتے رہتے اور اپنے فرائض بھی سرانجام دیتے رہتے۔ ان کے لبوں پر رب ذوالجلال کی حمد و ثناء بھی جاری رہتی اور باغ کے چاروں جانب چکر بھی جاری رہتا۔ آپؒ انتہائی دیانتداری، خلوص اور لگن کے ساتھ اپنے فرائض منصبی نبھا رہے تھے اور لحظہ لحظہ رب رحمٰن و رحیم کا شکر ادا کرتے رہتے کہ جس نے حلال اور پاکیزہ روزی عطا کی۔

باغ کے مالک کو قطعاً یہ علم نہ ہو سکا کہ جس شخص کو اُس نے اپنے باغ کی خدمت و حفاظت پر مامور کیا ہے وہ بادشاہ وقت ہے اور وضع قطع بدل کر غلام کا روپ اپنا کر نوکری کر رہا ہے۔ ایک روز حضرت ابراہیم ادھمؒ باغ کے درختوں کو پانی دے رہے تھے کہ دُور سے آپؒ نے دیکھا کہ باغ کا مالک چلا آ رہا ہے۔ آپؒ اپنے کام میں مصروف رہے۔ باغ کے مالک نے قدرے قریب پہنچ کر آپؒ کو آواز دی۔ آپؒ دوڑے ہوئے اُس کے پاس پہنچے اور کہا:

"فرمایئے جناب! میرے لائق کیا خدمت ہے؟"

باغ کے مالک نے آپؒ سے دریافت کیا:

"کیا تم اپنا کام صحیح طور پر کر رہے ہو؟ کیا تمہیں یہاں کوئی پریشانی کا سامنا تو نہیں کرنا پڑ رہا؟"

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

حضرت ابراہیم ادھمؒ نے کہا:

''جناب عالی! میں اپنی تمام تر توانائیوں اور خلوص و محنت کی خوب تر رعنائیوں کے ساتھ اپنے فرائض منصبی نبھانے کی حتی الوسع کوشش کرتا ہوں۔ مجھے یہاں کسی قسم کی کوئی پریشانی نہیں البتہ بعض اوقات کوئی ضدی پرندہ باغ میں موجود کسی درخت پر آ بیٹھتا ہے اور اس کا پھل اُجاڑنے کی کوشش کرتا ہے تو اپنی تمام تر سعی اور ترکیب کے ساتھ اُسے اُڑانے کی بھرپور کوشش کرتا ہوں اور یہ کوشش اس وقت تک جاری رکھتا ہوں جب تک وہ پرندہ اپنی راہ نہیں لیتا۔''

باغ کے مالک نے کہا:

''بہت خوب! اچھا یاد آیا کہ یہ بتاؤ کیا اناروں کے درختوں پر انار پک کر تیار ہو چکے ہیں؟'' حضرت ابراہیم ادھمؒ نے جواب دیا ''جناب عالی! اکثر انار پک چکے ہیں۔ ان درختوں کا پھل اب اُتارنے کے لئے موزوں و مناسب وقت معلوم ہوتا ہے۔''

باغ کے مالک نے کہا:

''اچھا یوں کرو کہ دوڑ کر جاؤ اور ایک انتہائی میٹھا انار توڑ کر لاؤ تاکہ ہم دیکھیں کہ اس دفعہ انار کس ذائقہ کے ہوئے ہیں؟''

حضرت ابراہیم ادھمؒ حسب ارشاد مالک دوڑے ہوئے گئے اور اپنی دانست میں ایک موٹا تازہ بھرپور قسم کا انار توڑ کر لائے۔ آپؒ کا خیال تھا کہ یہ انار خوب میٹھا ہوگا۔ باغ کے مالک نے انار کا چھلکا اتار کر دانے منہ میں ڈالے تو محسوس ہوا کہ انار کھٹا ہے۔ باغ کے مالک نے حضرت ابراہیم ادھمؒ سے کہا: ''میاں! کچھ خیال کرو میں نے تمہیں یہ کہا تھا کہ خواب

Marfat.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

میٹھا انار توڑ کر لاؤ۔ مگر جب میں نے یہ انار چکھا ہے تو یہ تو کھٹا نکلا ہے۔ جاؤ کوئی میٹھا انار توڑ کر لاؤ۔"

حضرت ابراہیم ادھمؒ دوبارہ دوڑے ہوئے گئے اور کئی درختوں کو باری باری غور سے دیکھ کر اپنے خیال میں ایک میٹھا انار توڑ کر لائے اور مالک کی خدمت میں پیش کر دیا۔ مالک نے پوچھا "میاں! کیا یہ انار میٹھا ہے؟" آپؒ نے فرمایا "محسوس تو یہی ہوتا ہے کہ یہ میٹھا ہی ہوگا۔" مالک نے جھٹ سے وہ انار کاٹا اور انتہائی رغبت کے ساتھ انار کے چند دانے منہ میں ڈالے۔ وہ اس خوش فہمی میں تھا کہ اب جو انار آیا ہے وہ میٹھا ہی ہو گا مگر جیسے ہی اُس نے دانے چبائے تو وہ انار تو پہلے انار سے بھی زیادہ کھٹا اور ترش تھا۔

اس دفعہ مالک کے چہرے پر ہلکے سے خفگی کے آثار نمایاں ہوئے تاہم اُس نے حضرت ابراہیم ادھمؒ کو بلایا اور کہا:

"میاں! تم کیسے شخص ہو! میں تمہیں میٹھا انار لانے کو کہتا ہوں اور تم کھٹا لے کر آجاتے ہو۔ اب پھر جاؤ اور کوئی میٹھا اور شیریں انار توڑ لاؤ۔"

حضرت ابراہیم ادھمؒ پھر سے دوڑے ہوئے گئے۔ اب انہوں نے انتہائی احتیاط سے کام لیا۔ ایک ایک انار کو غور سے دیکھا اور اپنی دانست میں ایک میٹھا انار توڑ کر لے آئے اور مالک کو پیش کر دیا۔ باغ کے مالک کو مکمل یقین تھا کہ یہ انار ضرور میٹھا ہوگا۔ باغ کے مالک نے کہا:

"میاں! اب تم یہیں ٹھہرو۔ اس انار کو خود اپنے ہاتھوں سے کاٹو اور ہمیں پیش کرو تاکہ ہم خوش ہو کر انعام و اکرام سے نوازیں۔"

حضرت ابراہیم ادھمؒ نے مالک کے حکم پر انار کو کاٹا اور پیش کر دیا۔ باغ کے مالک نے اس خوشی میں کہ انار میٹھا اور شیریں ہو گا کافی سارے دانے منہ میں ڈال لیے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

انار بھی کھٹا ہی نکلا بلکہ سابقہ دونوں اناروں سے بازی لے گیا۔ باغ کے مالک نے انار کے دانے جھٹ سے نکال باہر پھینکے اور جھنجھلا کر بولا:

''ہم نے تمہیں اس لئے تو ملازم نہیں رکھا کہ کوئی میٹھا انار بھی پیش نہ کرسکو۔ تمہیں یہاں باغ میں رہتے ہوئے اور اس کی رکھوالی کرتے ہوئے ایک عرصہ ہوگیا ہے مگر تمہیں آج تک اتنا بھی پتہ نہیں چلا کہ انار میٹھا کون سا ہے؟ اور کھٹا کون سا؟ کوئی انار چکھ کر میٹھا لایا ہوتا! آخر تم کیسے ملازم ہو؟ سابقہ ملازم تو اس قدر ماہر تھا کہ فوراً میٹھا انار لے آتا تھا۔ اُس نے ہمیں کبھی کھٹا انار کھانے کو نہیں دیا تھا اسے معلوم تھا کہ کس درخت پر میٹھے انار لگتے ہیں اور کس درخت پر کھٹے مگر تمہیں یہ بھی معلوم نہ ہو سکا! خدا معلوم کیا وجہ ہے؟ حالانکہ تمہاری کارکردگی انتہائی اعلیٰ و ارفع ہے اور سبھی لوگ تمہاری دیانتداری اور فرائض میں ہوشیاری کی تعریف کرتے ہیں۔ تم نے باغ کی حالت سنوار دی ہے اور تمہارے ہوتے ہوئے ہمارے باغ کا پھل بھی کثرت سے ہوا ہے مگر تمہیں میٹھے اور کھٹے انار کے درخت کا فرق معلوم نہیں ہو سکا!''

حضرت ابراہیم ادہمؒ نے مالک کی یہ بات سنی تو بولے:

''جناب عالی! آپ نے باغ میرے سپرد محض نگرانی وحفاظت کے لئے کیا ہے۔ میرا کام پرندوں کو اُڑانا، چوروں سے خبردار رہنا اور پودوں کو پانی دینا ہے۔ میرے اس کام میں کوئی کمی ہو تو بتایئے۔ تاہم میرا یہ کام ہرگز نہیں کہ جس چیز کی حفاظت ونگرانی کے لئے مجھے مقرر کیا گیا ہے اس کو چکھتا اور

Marfat.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

کھاتا پھروں۔ یہ تو امانت میں خیانت ہوگی۔ اور میں ایسا کرنا بالکل پسند نہیں کرتا۔ یہ بات اللہ جل شانہٗ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ناپسندیدہ ہے۔''

باغ کے مالک نے حضرت ابراہیم ادھمؒ کا یہ جواب سنا تو حیران ہوکر بولا:

''واہ سبحان اللہ! الحمدللہ! اتنے پرہیزگار اور متقی! آپ تو ایسے بن رہے ہیں جیسے حضرت ابراہیم ادھمؒ ہوں!''

باغ کے ملازم حضرت ابراہیم ادھمؒ نے اپنے مالک کے منہ سے جیسے ہی اپنا نام سنا تو آپؒ فوراً اس اندیشے سے باغ سے نکل آئے کہ کہیں میں پہچان نہ لیا جاؤں۔ آپؒ کو یہ علم نہیں تھا کہ آپؒ کے زہد وتقویٰ اور دنیاوی جاہ وحشمت کو ترک کرنے کی شہرت یوں زبان زد خاص وعام ہوچکی ہے۔ جب آپؒ باغ سے نکل آئے تو باغ کا مالک حیران و پریشان یہ سوچتا رہ گیا کہ آخر یہ شخص کون تھا؟

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

آدھے باغ کی مالکن

ایک دفعہ ایسا ہوا کہ حضرت ابراہیم ادھمؒ ایک باغ کے قریب سے گزر رہے تھے باغ سے ملحق ایک نہر تھی۔ آپؒ نے دیکھا کہ اس نہر میں ایک سیب بہتا ہوا آ رہا ہے۔ آپؒ کے دل میں سیب کھانے کی چاہت پیدا ہوئی اور یہ خیال بھی آیا کہ سیب کی قیمت انتہائی معمولی ہی ہو گی۔ چنانچہ آپؒ نے اپنا ہاتھ آگے بڑھا کر نہر سے سیب اُٹھا لیا اور اُسے کھا گئے۔

جب حضرت ابراہیم ادھمؒ سیب کھا چکے تو معاً آپؒ کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ:

> "کہیں میرا یہ سیب کھا لینا ناجائز اور حرام ہی نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ یہ کس کا سیب تھا اور کیسا تھا جو میں نے کسی سے پوچھے بغیر کھا لیا ہے۔ اگر روزِ محشر ربِ ذوالجلال نے اس سیب کے متعلق سوال کیا تو کیا جواب دوں گا؟ ہو سکتا ہے اسی سیب کی بدولت ہی میری ساری نیکیاں اکارت چلی جائیں اور ربِ قادر و قدیر ناراض ہو جائے!"

جب حضرت ابراہیم ادھمؒ کو یہ فکر دامن گیر ہوئی تو آپؒ نے قریبی لوگوں سے اس سیب کے بارے پوچھا تو لوگوں نے بتایا کہ:

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

''یہ سیب یقینی طور پر قریبی باغ کا ہے۔ چونکہ باغ سے ملحق نہر ہے اور سیبوں کے درخت باغ سے باہر کی دیوار سے لٹکے رہتے ہیں اس لئے بعض اوقات کوئی نہ کوئی سیب گر کر نہر میں چلا جاتا ہے۔''

حضرت ابراہیم ادھمؒ نے لوگوں سے پوچھا:

''اس باغ کا مالک جو بھی ہے اس کے گھر کا مجھے پتہ بتاؤ تاکہ میں اُس سے مل کر سیب کا معاملہ طے کروں۔''

لوگوں نے حضرت ابراہیم ادھمؒ کو باغ کے مالک کا پتہ بتایا تو آپؒ فوراً دوڑے ہوئے اس کے گھر جا پہنچے۔ آپؒ نے دروازہ کھٹکھٹایا تو اندر سے ایک لونڈی باہر نکلی۔ حضرت ابراہیم ادھمؒ نے لونڈی سے کہا:

''میں فلاں باغ کے مالک سے ملنا چاہتا ہوں۔ کیا یہ اُسی کا گھر ہے؟ اگر وہ گھر پر موجود ہے تو مجھے اس سے ملواؤ۔''

لونڈی نے کہا:

''اے اجنبی شخص! اس باغ کا مالک کوئی مرد نہیں بلکہ ایک عورت ہے۔''

آپؒ نے لونڈی سے کہا:

''اس کو میرا پیغام پہنچا دو کہ میں اس سے ملنا چاہتا ہوں۔''

جب باغ کی مالکہ کو آپؒ کا پیغام پہنچا تو وہ ایک غیر ارادی قوت کے ساتھ دروازے تک آ پہنچی حالانکہ وہ کسی سے ملنا گوارا نہیں کرتی تھی۔ حضرت ابراہیم ادھمؒ نے اس مالکہ سے کہا:

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

''میں نے آپ کے باغ کا ایک سیب جو کہ نہر میں گر کر پانی کے بہاؤ کے ساتھ آگے جا رہا تھا اُٹھا کر کھا لیا ہے۔ اب میں اس سیب کی قیمت آپ کو دینا چاہتا ہوں اور اس چیز کی معافی طلب کرتا ہوں کہ میں نے آپ کی اجازت کے بغیر آپ کے باغ کا سیب کھا لیا ہے۔''

باغ کی مالکہ نے کہا:

''اے اجنبی شخص! اس باغ کا آدھا حصہ میرا ہے جبکہ آدھا حصہ بادشاہ کی ملکیت ہے۔ جہاں تک میرے آدھے حصے کا تعلق ہے تو وہ میں کوئی قیمت لئے بغیر آپؒ کو معاف کرتی ہوں اور آپؒ کی دیانتداری اور پاکبازی کی داد دیتی ہوں تاہم جو آدھا حصہ بادشاہ کا ہے اس کی معافی کا مجھے قطعاً اختیار نہیں اس کے لئے آپؒ کو بادشاہ کے پاس جانا ہوگا۔''

حضرت ابراہیم ادھمؒ نے جیسے ہی آدھے باغ کی مالکہ کی یہ بات سنی تو آپؒ نے اسی وقت رختِ سفر باندھا اور بادشاہ کے دربار میں پہنچے۔ وہاں پہنچ کر آپؒ نے بادشاہ سے ملاقات کر کے اُسے تمام واقعہ بیان کیا اور آدھے سیب کی قیمت کی ادائیگی کی خواہش کا اظہار کیا۔ بادشاہ نے جب یہ بات سنی تو وہ بے اختیار مسکرا دیا اور بولا:

''میاں! تم جیسا پرہیزگار اور متقی شخص میں نے اپنی زندگی میں پہلی بار دیکھا ہے۔ مجھے خوشی ہوئی ہے کہ میری سلطنت میں ایسی نابغۂ روزگار شخصیات بھی موجود ہیں۔ ربِ کائنات تمہارے اعمال کی تمہیں ڈھیروں جزا دے۔ میں اپنے آدھے سیب کی قیمت تمہیں معاف کرتا ہوں اور خدا سے دعا گو ہوں کہ وہ ہمیں بھی تم سا متقی بنائے۔''

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

دو فرشتے زمین پر اُترے

حضرت ابراہیم ادھمؒ اپنی حیات ناپائیدار کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''ایک دفعہ میں رات کو عبادت و ریاضت کے بعد فارغ ہو کر لیٹا ہی تھا کہ مجھے نیند آ گئی۔ ان دنوں میں بیت المقدس کے پاس ہی ٹھہرا ہوا تھا۔ رات گئے دو فرشتے آئے اور آپس میں گفتگو کرنے لگے۔ ایک نے دوسرے سے پوچھا:

''یہاں پر کون ہے؟''

دوسرے نے جواب دیا: ''یہ ابراہیم ادھمؒ ہے۔''

پہلا فرشتہ بولا: ''اچھا تو یہ وہی ابراہیم ادھمؒ ہے جس کے مراتب میں سے اللہ تبارک و تعالیٰ نے ایک مرتبہ کم کر دیا ہے۔''

دوسرے فرشتے نے پوچھا ''ایسا کس طرح ہوا؟''

پہلے نے جواب دیا:

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

"ابراہیم ادھمؒ نے بصرہ میں ایک دکاندار سے چھوہارے خریدے تو دکاندار کے چھوہاروں میں سے ایک چھوہارا تول سے زائد ابراہیم ادھمؒ کے چھوہاروں میں گر گیا۔ اس وجہ سے ابراہیم ادھمؒ کا ایک مرتبہ کم ہو گیا۔"

میں نے جیسے ہی یہ سنا تو میں نے فوراً زادِ راہ لیا اور بصرہ پہنچا۔ اب میں اسی دکاندار کی دکان پر پہنچا جہاں سے میں نے چھوہارے لئے تھے۔ میں نے اس دکاندار سے پھر چھوہارے خریدے اور پھر ایک چھوہارا اس دکاندار کے چھوہاروں میں ڈال دیا تاکہ سابقہ صورت کی تلافی ہو سکے۔ اس کے بعد میں بیت المقدس واپس پہنچا اور اسی جگہ پر آ کر سو یا۔

جب رات کافی بیت چکی تو وہی دونوں فرشتے پھر وہاں پر اُترے۔ ایک نے دوسرے سے پوچھا:

"یہاں پر کون ہے؟"

دوسرے فرشتے نے کہا: "یہ ابراہیم ادھمؒ ہے۔"

پہلے فرشتے نے کہا: "اچھا تو یہ وہی ابراہیم ادھمؒ ہے جس نے چیز کو اس کی جگہ واپس کر دیا اور اس کا جو درجہ کم کر دیا گیا تھا پھر بلند کر دیا گیا۔"

Marfat.com

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

ایک تھکا دینے والا سفر

حضرت ابراہیم ادھمؒ کے ساتھ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ آپؒ عبادت و ریاضت سے فارغ ہو کر جیسے ہی تھوڑا سا آرام کرنے کی غرض سے لیٹے ہی تھے کہ اچانک آپؒ کے ذہن میں ایک سوال اُبھرا۔ سوال محض اتنا تھا کہ جنت میں کونسی عورت ان کی رفیق ہو گی اگرچہ آپؒ نے اس خیال کو ذہن سے محو کرنے کی کوشش ضرور کی لیکن جوں جوں آپؒ اس خیال کو دُور کرنے کی کوشش کرتے آپؒ کا ذوق و شوق اور بڑھتا جاتا۔ بالآخر آپؒ نے رب کائنات سے دست بستہ دعا کی کہ:

''اے میرے مالک و خالق! میں اس دنیا میں ہی اُس خاتون کو دیکھنا چاہتا ہوں جو جنت الفردوس میں میری رفیق ہو گی۔ اے رب ذوالجلال! اگرچہ میری یہ خواہش انوکھی ہے مگر تُو ہی خواہشات کو پورا کرنے والا ہے۔ مجھے امید ہے کہ تُو میری اس التجا کو ضرور شرف قبولیت سے نوازے گا۔''

رب علیم وحکیم نے حضرت ابراہیم ادھمؒ کی دعا کو قبولیت کی سند عطا فرمائی تو خیال کو خواب کا روپ عطا ہوا۔ آپؒ نے سوتی آنکھوں سے اس عورت کو دیکھا تو پہلی نظر میں وہ آپؒ

Marfat.com

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

کو مطلقاً پسند نہ آئی۔

حضرت ابراہیم ادھمؒ نے رب رحمٰن و رحیم سے پھر التجا کی: ''یا خدا! کیا یہی عورت میری رفیق ہوگی۔ یہ تو شکل و صورت کے لحاظ سے واجبی سی ہے۔''

جواب ملا ''ابراہیم ادھمؒ! اس کی صورت پر نہ جاؤ بلکہ اس کی سیرت کو پیش نظر رکھو۔'' حضرت ابراہیم ادھمؒ نے اُس خاتون سے ملنے کی خواہش کا اظہار کیا اور اس کا نام و پتہ پوچھا تو اُسے بتا دیا گیا۔

صبح ہوئی۔ حضرت ابراہیم ادھمؒ نیند سے بیدار ہوئے۔ رب کائنات کے حضور سجدہ ریز ہوئے۔ نماز فجر کے بعد کلام اللہ کی تلاوت سے فارغ ہوئے تو اپنی منزل کی جانب عازم سفر ہوئے۔ ان کی منزل وہ مقام تھا جہاں وہ خاتون رہتی تھی جس نے حضرت ابراہیم ادھمؒ کا جنت میں رفیق بننا تھا۔

حضرت ابراہیم ادھمؒ کا سفر طویل بھی تھا اور صبر آزما بھی۔ مگر آپؒ نے سفر جاری رکھا۔ ایک لمبی اور تھکا دینے والی مسافت کے بعد آپؒ ایک شہر میں پہنچے۔ لوگوں سے دریافت کیا تو انہوں نے اُس گاؤں کا راستہ بتا دیا جہاں وہ خاتون رہتی تھی۔ تاہم حضرت ابراہیم ادھمؒ جب اُس گاؤں میں پہنچے تو لوگوں سے دریافت فرمایا:

''میں سلامہ نام کی خاتون سے ملنا چاہتا ہوں۔ مجھے بتایئے کہ وہ اس وقت کہاں ہوگی۔''

بتانے والوں نے بتایا کہ وہ اس وقت فلاں کھیت میں اپنا ریوڑ چرانے میں مصروف ہے۔ حضرت ابراہیم ادھمؒ وہاں پہنچے تو دیکھا کہ واقعی اسی شکل و صورت والی خاتون کہ جس کا ناک نقشہ آپؒ کو خواب میں دکھایا گیا تھا وہاں بکریاں چرا رہی تھی۔ آپؒ نے فوراً ہی اُسے پہچان لیا۔

آپؒ نے اُس عورت سے کہا: ''السلام علیکم''

اُس عورت نے جواب دیا: ''وعلیکم السلام یا ابراہیم ادھمؒ''

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

حضرت ابراہیم ادھمؒ ازحد حیران و متعجب ہوئے کہ اس خاتون کو میرے نام کا علم کیسے ہوا؟ ان سے رہا نہ گیا۔ انہوں نے اس خاتون سے پہلا سوال ہی یہی کیا:

''تمہیں میرے نام کا کیسے علم ہوا؟''

اُس خاتون نے کہا:

''جس نے تجھے اس بات کی خبر دی کہ میں جنت میں تیری رفیق ہوں گی اُسی نے مجھے تیرا نام بتایا۔''

حضرت ابراہیم ادھمؒ نے اُس سے اس کے عمل اور سیرت بارے پوچھا تو وہ بولی:

''اگر کسی کو رب ذوالجلال سے محبت کا دعویٰ ہے تو وہ شب بیداری اور سحر خیزی کے ساتھ قیام و سجود پر قائم رہے۔''

یوں حضرت ابراہیم ادھمؒ نے جنت میں اپنی ہونے والی رفیق سلامہ کی نیک سیرتی کا بھید پالیا۔

عطار ہو، رومی ہو، رازی ہو، غزالی ہو
کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہِ سحر گاہی

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

لمحہ لمحہ کا خوف

حضرت ابراہیم ادھمؒ اپنی حیات مستعار کا ایک انوکھا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ:

''ایک دفعہ میں کافی لمبا سفر طے کرنے کے بعد ایک شہر میں پہنچا۔ وہاں میری کسی سے جان پہچان نہیں تھی۔ میں وہاں بالکل اجنبی اور نو وارد تھا۔ میں نے لوگوں سے قریبی مسجد کا پتہ دریافت کیا تو انہوں نے مجھے اس کی نشاندہی کر دی۔ میں خراماں خراماں مسجد میں پہنچا۔ رب قادر و قدیر کے حضور سجدۂ شکر ادا کیا کہ اس نے ہی مجھے بخیر و عافیت اور امن و سکون کے ساتھ یہاں پہنچایا۔ اتنے میں نماز مغرب کا وقت ہو گیا۔ لوگ جوق در جوق مسجد میں آنے لگے۔ تھوڑی دیر میں امام صاحب بھی تشریف لے آئے۔ انہوں نے وقت مقررہ پر مؤذن کو اذان کے لیے کہا۔ اذان کے بعد نماز ادا کی گئی اور انتہائی عاجزی و انکساری کے ساتھ رب العزت کے حضور دُعا ہوئی۔ تمام نمازیوں نے رب کائنات کی بارگاہ میں اپنی حاجات اور خواہشات پیش کیں۔ میں نے بھی رب کعبہ سے

Marfat.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

دُعا کی کہ:

''یا رب العالمین ! میرے گناہوں کو بخش دے۔ مجھے نیکیوں کی توفیق عطا فرما اور برائیوں سے بچا۔ دین و دنیا کی سرخروئی عطا فرما۔ دنیا کے تمام مسلمانوں کی جائز توقعات پوری فرما۔ رحمت کی بارش کر۔ اپنی مغفرت میں لے لے۔''

نماز مغرب کے بعد میں نے مسجد ہی میں قیام کیا۔ میرا ارادہ ہوا کہ رات مسجد ہی میں گزاروں گا کیونکہ اس شہر میں میرا کوئی واقف و شناسا نہیں تھا۔ جب نماز عشاء کا وقت ہوا تو پھر نمازی اکٹھے ہو گئے۔ نماز ادا کی گئی۔ دُعا ہوئی اور سب لوگوں نے اپنے اپنے گھروں کی راہ لی مگر میں مسجد ہی میں ٹھہرا رہا۔

جب امام مسجد نے مجھے دیکھا کہ سب لوگوں کے جانے کے باوجود میں مسجد میں موجود ہوں اور وہاں سے نہیں جا رہا تو وہ دوڑا ہوا میرے پاس آیا اور کہنے لگا:

''میاں ! مسجد بلا مقصد ٹھہرنے کی جگہ نہیں ہے۔ جاؤ اپنی راہ لو۔ میں نے دروازہ بند کرنا ہے ویسے بھی آج کل چوری چکاری بہت ہو رہی ہے۔ خدا معلوم تم کون ہو اور کس نیت سے بیٹھے ہو۔ اُٹھو اور چلتے بنو۔''

میں نے امام مسجد سے کہا:

''میں ایک مسافر اور اجنبی نووارد ہوں۔ اس شہر میں میرا کوئی واقف نہیں۔ میں کہاں جاؤں۔ کس کے پاس جا کر ٹھہروں۔ کون مجھے ٹھہرائے گا۔ ازراہ صد لطف و کرم مجھے اجازت دو کہ میں رات مسجد ہی میں قیام کروں۔ رب رحمٰن و رحیم آپ کو جزائے خیر دے گا۔''

امام مسجد نے کہا:

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

''ہمیں پہلے کئی دفعہ تجربہ ہو چکا ہے۔ مسافروں کے بہروپ میں چور مسجدوں میں گھس آتے ہیں اور قندیلیں، چٹائیاں غرض جو چیز ہاتھ لگتی ہے چُرا کر رفو چکر ہو جاتے ہیں۔ گزشتہ تجربات کی روشنی میں اہل علاقہ نے یہ متفقہ فیصلہ کیا ہوا ہے کہ آئندہ سے کسی کو بھی مسجد میں رات گزارنے کی اجازت نہ دی جائے چاہے ابراہیم ادھمؒ ہی کیوں نہ ہو۔''

میں نے امام مسجد کو بتایا:

میں ابراہیم ادھم ہوں۔ آج سخت سردی کی رات ہے۔ باہر بارش کا ساماں ہے۔ بادل گرج رہے ہیں اور بجلی چمک رہی ہے۔ اگر بارش ہوگئی تو میں بالکل بھیگ جاؤں گا۔ میرے پاس تو مناسب کمبل وغیرہ بھی نہیں۔ آپ مجھ پر رحم کریں اور رات مجھے مسجد ہی میں گزارنے دیں۔ رب تعالیٰ آپ کو اس کی جزا دے گا۔''

امام مسجد نے کہا:

''تمہاری شکل ہی سے سب کچھ عیاں ہے۔ یہ جھوٹ بولنے کی ضرورت نہیں کہ تم ابراہیم ادھمؒ ہو۔ تاہم کچھ بھی ہو تمہیں مسجد میں رات گزارنے کی اجازت قطعاً نہیں دی جا سکتی چاہے تم کوئی بھی جواز پیش کرو۔''

میں نے امام مسجد سے مزید دست بستہ درخواست کی تو وہ بجائے رحمدلی کا مظاہرہ کرنے کے سخت غصے میں آ گیا۔ اس نے زبان سے جو کہا سو کہا مگر اس نے دونوں ہاتھوں سے میری ٹانگ پکڑ کر کھینچی اور مجھے منہ کے بل گھسیٹتا ہوا مسجد سے باہر لے آیا۔ مسجد سے باہر لانے کے باوجود بھی وہ رکا نہیں بلکہ مجھے مسلسل گھسیٹتا رہا حتی کہ حمام کے

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

تنور کے دروازہ تک لے گیا اور مجھے وہاں چھوڑ کر واپس چلا گیا۔ جاتے ہوئے اس نے مجھے پھر تاکید کی کہ:

''آئندہ مسجد میں رات گزارنے کا خیال کبھی دل میں نہ لانا''۔

جب وہ مجھے گھسیٹ کر لے جا رہا تھا تو اس وقت میں نے کوئی آواز نہیں نکالی اور نہ ہی کوئی شکوہ یا شکایت کی۔ میں بالکل خاموش رہا اور یہی سمجھا کہ میرے من کو مارنے کے لیے یہ ضروری ہے اور اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے اور جو کچھ کرتا ہے وہ صحیح کرتا ہے۔

جب تھوڑی دیر کے بعد میں سنبھلا تو میں نے دیکھا کہ ایک شخص حمام میں آگ جلا رہا تھا۔ وہ سوکھی اور گیلی دونوں قسم کی لکڑیوں کو بھڑکتی آگ میں دھیرے دھیرے حسب ضرورت پھینکتا جاتا تھا۔ سوکھی لکڑیاں فوری آگ پکڑ لیتی تھی جب کہ گیلی لکڑیاں پہلے اندر موجود پانی کو باہر نکالتی تھیں جو بھاپ بن کر اڑ جاتا تھا۔ پھر ان میں آگ لگتی تھی میں یہ منظر خاموشی سے کھڑا دیکھتا رہا اور رب قادر وقدیر کی قدرت پر غور وفکر کرتا رہا۔

پھر میں تھوڑی دیر کے بعد اس شخص کے قریب گیا جو آگ جلانے میں مصروف تھا۔ میں یہ سوچ کر اس کے پاس گیا تھا کہ آج کی رات اسی کے پاس ہی گزاروں گا۔ چنانچہ میں نے اس کے قریب جا کر اسے السلام علیکم کہا مگر اس نے میری طرف دیکھنے کے باوجود اور سلام کی آواز سننے کے باوجود میرے سلام کا جواب نہ دیا بلکہ منہ سے کچھ بھی کہا۔ تاہم اس نے مجھے اشارہ سے کہا کہ بیٹھ جاؤ۔ اس کے اس اشارے پر میں اس کے قریب ہی بیٹھ گیا اور دل ہی دل میں سوچنے لگا کہ یہ شخص آخر کیسا مزاج رکھتا ہے کہ سلام کا جواب تک دینے کو روا نہیں سمجھتا۔

اسی فکر وخیال میں اس شخص کو میں نے غور سے دیکھنا شروع کیا۔ وہ ایک موٹے دبیز کپڑے کا لباس زیب تن کئے ہوئے تھا۔ میں نے محسوس کیا کہ وہ شخص خوفزدہ حالت میں ہے۔ اسی خوفزدہ کیفیت میں وہ کبھی دائیں جانب دیکھتا تھا اور کبھی بائیں جانب دیکھتا تھا۔ ایک عجیب سی صورت حال میں وہ مبتلا تھا۔ اس کی اس کیفیت وحالت سے مجھے خطرہ سا محسوس ہونے لگا کیونکہ اس کی پراسراریت نے فضا میں ایک خوف وہراس

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

سا شامل کر دیا تھا۔ وہ کچھ بولتا تو اصل معاملہ کھلتا مگر وہ تو بغیر بولے ہی اپنا بھرپور تاثر چھوڑ رہا تھا جو یقینی طور پر خوف و ڈر سے معمور تھا۔ تاہم میں نے بھی ایک لمحہ کے لیے اس سے نظر نہیں ہٹائی اور اس کی حرکات و سکنات کا بغور مطالعہ کرتا رہا لیکن میں کسی نتیجہ پر نہیں پہنچ پا رہا تھا۔

جب وہ شخص اپنے کام سے فارغ ہوا تو میری توقع کے برخلاف یکدم اس نے مجھ سے مخاطب ہو کر کہا:

''وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ''۔

مجھے خوشی، حیرانی اور تعجب کی ملی جلی کیفیت نے گھیر لیا۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ آخر اس شخص نے اتنی دیر بعد میرے سلام کا جواب کیوں دیا۔ وہ چاہتا تو اسی وقت جواب دے سکتا تھا اور اسے اسی وقت جواب دینا چاہیے بھی تھا۔ میرے منہ سے بے ساختہ نکلا:

''میاں! حیرت ہے کہ جب میں نے تمہیں سلام کیا تھا تو تم نے اسی وقت مجھے جواب کیوں نہ دیا؟ آخر اس کی کیا وجہ ہے؟''

اس نے کہا:

''جناب! میں ایک ملازم ہوں۔ اس وقت میں اپنے فرائض منصبی کی بجا آوری میں مصروف و مشغول تھا۔ میں اس بات سے ڈر گیا کہ اگر آپ کے سلام کے جواب میں مشغول ہو گیا تو میں کہیں اپنے کام میں خیانت کا مرتکب ہو کر گناہ گار نہ ہو جاؤں اور یہ کہ اگر میں آپ کے سلام کا جواب دوں تو ہو سکتا ہے کہ آپ مجھ سے کوئی اور بات بھی کریں۔ یوں میرا وقت ضائع ہو جائے اور میرے فرض کی ادائیگی میں کوتاہی اور خلل ہو۔''

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

میں نے اس سے پوچھا:

''اچھا تو یہ بتاؤ کہ تم بار بار دائیں بائیں کیوں دیکھ رہے تھے؟ کیا تم کسی سے خوفزدہ ہو؟ کیا تمہیں کسی کا انتظار ہے یا کسی کے حملے کا خطرہ ہے؟''

اس نے جواب دیا:

''آپ نے صحیح اندازہ لگایا۔ میں واقعی خوفزدہ ہوں اور لحہ لحہ ڈرتا رہتا ہوں۔''

میں نے پوچھا:

''آخر کس سے خوفزدہ ہو؟ اگر میری مدد کی ضرورت ہو تو میں حاضر ہوں۔''

اس نے کہا:

''آپ کی پیشکش کا ازحد شکریہ! لیکن آپ میری مدد نہیں کر سکتے بلکہ کوئی بھی میری مدد نہیں کر سکتا اس لیے کہ میں موت سے ڈرتا ہوں۔ خدا معلوم وہ کب آ پہنچے اور دائیں جانب سے آئے یا بائیں جانب سے۔''

اب میں نے اس سے دریافت کیا:

''اچھا یہ بتاؤ کہ ایک دن کی مزدوری کے تمہیں کتنے پیسے ملتے ہیں؟''

وہ کہنے لگا:

''مجھے روزانہ ایک درہم اور ایک دانگ ملتے ہیں۔''

میں نے پوچھا:

''ان پیسوں کا کیا کرتے ہو؟ کیا سارے خرچ کر دیتے ہو یا کچھ بچت بھی کرتے ہو۔''

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

اس نے جواب دیا:

”جناب عالی! میں یہ بات کسی کو بتانا تو نہیں چاہتا تھا اور نہ ہی میں نے آج تک کسی کو بتائی ہے۔ البتہ تم مجھے بھلے آدمی معلوم ہوتے ہو اور ہمدرد دکھائی دیتے ہو اس لیے بتائے دیتا ہوں کہ ایک دانگ سے میں اپنا اور اپنے اہل خانہ کا خرچ چلاتا ہوں جب کہ ایک درہم میں اپنے ایک مرحوم بھائی کی اولاد پر خرچ کرتا ہوں۔“

میں نے پوچھا:

”کیا وہ تمہارا حقیقی بھائی تھا؟“

اس نے کہا:

”نہیں وہ میرا حقیقی بھائی نہیں تھا مگر میں نے اس سے اللہ کے لیے محبت کی تھی اور اس کو بھائی بنایا تھا۔ اب اس کا انتقال ہو گیا ہے تو اس کی اولاد کی کفالت کرنے والا کوئی نہیں۔ اس لیے اس کے گھر کا تمام خرچہ میں نے اپنے ذمہ لیا ہوا ہے۔“

میں نے اس شخص سے پوچھا:

”سچ سچ بتاؤ کہ کیا تم نے کبھی رب قادر وقدیر سے کسی حاجت کے بارے میں دعا مانگی تھی جو رب تعالیٰ نے قبول و منظور فرمائی ہو اور تمہاری آرزو اس دنیا ہی میں پوری ہو گئی ہو؟“

اس شخص نے کہا:

”آپ مجھ سے یہ بات نہ ہی پوچھیں تو بہتر ہو گا۔“

میں نے کہا:

”آخر بتانے میں کیا حرج ہے؟“

Marfat.com

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

اس شخص نے مجھے بضد دیکھا تو وہ کہنے لگا:

''اس دنیا میں میری صرف ایک ہی حاجت ہے جس کے لیے میں گزشتہ 20 برس سے رب ذوالجلال سے عاجزی وانکساری کے ساتھ التجا کر رہا ہوں۔ خدا معلوم وہ حاجت کب پوری ہوتی ہے!''

میں نے پوچھا:

''بتاؤ تو سہی آخر وہ تمہاری حاجت ہے کیا؟''

اس نے بتایا کہ:

''میں نے سُنا ہے کہ عرب میں ایک شخص رہتا ہے جو زاہدوں میں بلند مرتبہ اور عابدوں میں فائق ہے۔ میں رب العزت سے روزانہ دعا مانگتا ہوں کہ میں اس شخص کا دیدار کروں اور یہ کہ اس کے سامنے ہی میری جان نکل جائے۔ جب میری یہ خواہش پوری ہو جائے گی تو پھر اس دنیا میں رہنے کا کیا مزہ! مجھے رب تعالیٰ سے قوی امید ہے کہ وہ میری یہ خواہش ضرور پوری کرے گا۔ وہ شخص جس دن بھی مجھے ملا وہ میری زندگی کا آخری روز ہو گا۔''

میں نے اس سے پوچھا:

''کیا تمہیں اس شخص کے نام کا علم ہے؟''

اس نے کہا:

''بالکل! وہ تو بہت مشہور شخصیت ہیں۔''

میں نے کہا:

''کیا تم مجھے اس شخص کا نام بتا سکتے ہو؟''

اس نے کہا:

Marfat.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

"اس کا نام ابراہیم ادھمؒ ہے۔"

میں نے اس شخص کو گلے لگایا اور اس سے کہا:

"میاں! خوش ہو جا۔ رب کائنات نے تیری آرزو پوری کر دی۔ تیری دُعا کو شرف قبولیت بخشا اور مجھے تیرے پاس منہ کے بل گھسیٹتے ہوئے پہنچا کر راضی ہوا۔ میں ہی ابراہیم ادھم ہوں۔"

اس شخص نے جیسے ہی میرا نام سُنا تو وہ خوشی سے اچھل پڑا۔ اس نے بڑھ کر مجھ سے معانقہ کیا اور رب تعالیٰ کا شکر ادا کرنے لگا کہ جس نے اس کی حاجت پوری کی۔

اب اس شخص نے مجھ سے تھوڑی دیر بات چیت کی۔ پھر اس نے آسمان کی طرف دیکھا اور دُعا کے لیے ہاتھ اُٹھائے۔ اس نے کہا:

"اے رب کائنات! تُو ہی موت و حیات کا مالک ہے۔ تیرے قبضے میں میری جان ہے۔ اے اللہ! تُو نے میری حاجت پوری کی۔ میری دُعا قبول فرمائی۔ اب میری دُعا کا دوسرا حصہ بھی پورا کر دے۔ میری روح بھی قبض کر لے کیونکہ میں نے ابراہیم ادھمؒ کا دیدار کر لیا ہے۔"

اس شخص نے جیسے ہی دُعا ختم کی تو وہ یک لخت گرا اور گرتے ہی اس کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

Marfat.com

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

ایک رات شیر کے ساتھ!

ایک مسافر کی کہانی سنتے ہیں جو تنہا ہے۔ یخ بستہ موسم ہے۔ رات کا گھٹا ٹوپ اندھیرا ہے اور جنگل کا راستہ ہے مگر وہ مسلسل چلا جا رہا ہے۔ چلنے سے اگرچہ اس کے جسم میں حرارت پیدا ہوتی ہے مگر سردی اس قدر شدید ہے کہ جسم میں خون کو منجمد کیے دیتی ہے۔ اس عالم اور اس کیفیت اور اس موسم میں بالآخر وہ یہی فیصلہ کرتا ہے کہ کسی غار میں پناہ لے۔ وہ چند قدم ہی آگے بڑھتا ہے کہ اسے اس جنگل میں ایک غار نظر آتا ہے۔ وہ خوش ہو جاتا ہے کہ رات سکون سے گزرے گی۔

وہ مسافر اس غار میں داخل ہو جاتا ہے۔ اس غار میں آسمان پہ گرجتی اور چمکتی بجلی کی روشنی جھانکتی ہے تو اسے تمام غار کسی جنگلی جانور، درندے یا کیڑے مکوڑے سے صاف نظر آتا ہے۔ وہ ایک پتھر اُٹھاتا ہے اور اس کو دیوار کے ساتھ لگاتا ہے۔ اب وہ پتھر پہ اپنا سر رکھ کر لیٹتا ہے تاکہ چند لمحات کے لیے سکون حاصل کر سکے۔

ابھی وہ لیٹا ہی ہوتا ہے کہ غار میں ایک خونخوار شیر آ دھمکتا ہے۔ وہ مسافر کو دیکھ کر چنگھاڑتا ہے۔ اور پھر مسافر سے پوچھتا ہے:

”میاں! میری اجازت کے بغیر تجھے کس نے میرے گھر میں

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

داخل ہونے دیا؟ تُو کہاں سے آیا ہے اور تیرا کیا ارادہ ہے؟''

مسافر اس خونخوار شیر کو بتاتا ہے کہ:

''میں رب تعالیٰ کی راہ کا مسافر ہوں۔ سردی کی وجہ سے قدرے پریشان ہوں۔ اس لیے آج کی رات تیرا مہمان ہوں جب کہ تُو میرا میزبان ہے۔''

شیر مسافر کی اس بات پر قدرے مسکراتا ہے اور کھلکھلا کر کہتا ہے کہ:

''مجھے رب تعالیٰ کی راہ کے مسافر کو مہمان بناتے ہوئے خوشی ہو رہی ہے۔ اگر تُو رب تعالیٰ کی راہ کا مسافر نہ ہوتا تو پھر میں تجھ جیسے بن بلائے مہمان کا جو حشر کرتا وہ بیان سے باہر ہے تاہم تجھے آج کی رات یہاں میرے ساتھ رہنے کی مکمل اجازت ہے۔''

شیر کی رضامندی اور اجازت سے وہ مسافر تمام رات غار میں گزارتا ہے مگر اس طور پر کہ ہمہ وقت قرآن مجید فرقان حمید کی تلاوت میں محو رہتا ہے حتیٰ کہ نماز فجر کا وقت ہو جاتا ہے۔ نماز فجر کی ادائیگی کے بعد وہ مسافر پھر عازم سفر ہونے لگتا ہے تو وہ خونخوار شیر اس مسافر سے صرف اتنا کہتا ہے:

''اے مسافر! تم یہ خیال نہ کرنا کہ مجھے انسانوں کا گوشت مرغوب نہیں۔ میں نے تمہیں اپنا مہمان بنا کر محض اس لیے چھوڑ دیا کہ تم خدا کی راہ میں نکلے ہو حالانکہ خدا کی قسم! میں تین روز سے بھوکا ہوں۔''

خدا کی راہ میں یعنی حج بیت اللہ کے سفر پر نکلنے والے حضرت ابراہیم ادھمؒ شکر گزار ہوتے ہیں اس خالق کائنات کے کہ جو ہر ذی روح کی حیات و ممات کا مالک ہے اور یوں حسن و خوبی کے ساتھ فریضہ حج سے فراغت کے بعد بخیر و عافیت گھر واپس لوٹتے ہیں۔ سچ

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

یہ ہے کہ جو لوگ خلوص نیت کے ساتھ صرف اور صرف رب تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر رب ذوالجلال کی راہ میں نکلتے ہیں تو رب قادر وقدیر ہی ان کا محافظ ونگہبان ہوتا ہے اور وہ جن وبشر کے شر سے اور حیوان وشیطان کے خطر سے محفوظ و مامون رہتے ہیں۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

تم کس طرح کے آدمی ہو؟

ایک دفعہ حضرت ابراہیم ادھمؒ کو کسی شخص نے دعوت پر بُلایا۔ اس شخص کے اصرار پر آپؒ وقت مقررہ پر دعوت میں تشریف لے گئے۔ وہاں پہنچے تو دیکھا کہ اور بھی بہت سے لوگ مدعو ہیں مگر وہاں ایک سرکردہ شخص کا بڑی شدت سے انتظار کیا جا رہا ہے۔ آپؒ بھی وہاں جا کر بیٹھ گئے۔

جب لوگوں کا انتظار طویل ہوا تو ان میں سے ایک بول اٹھا:

> ''کیسی بداخلاقی اور بدتمیزی ہے اور وہ شخص کس قدر بدمزاج ہے کہ ابھی تک دعوت میں نہیں آیا۔ ایک ہم ہیں کہ کافی دیر سے انتظار کر رہے ہیں۔ کیا ہم انسان نہیں ہیں؟ کیا وہ شخص اپنے آپ کو کوئی اور ہی مخلوق سمجھتا ہے؟ کیا اسے دعوت کے آداب نہیں آتے؟''

دوسرے لوگ بھی اسی طرح کی باتیں کرنے لگے اور ایک ہنگامہ سا کھڑا ہو گیا۔ حضرت ابراہیم ادھمؒ نے جب یہ صورت حال دیکھی تو آپؒ نے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا:

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

''اے میرے بھائیو! خدا تمہارا بھلا کرے۔ تم کس طرح کے آدمی ہو کہ تم نے پہلے ہی گوشت کھانا شروع کر دیا ہے حالانکہ دستور اور قاعدہ تو یہ ہے کہ پہلے روٹی کھائی جاتی ہے اور پھر گوشت کھایا جاتا ہے مگر تم غیبت کر کے ایسا گوشت کھا رہے ہو جیسے کہ مردہ بھائی کا ہو۔ تمہیں چاہیے کہ صبر سے کام لو اور غیبت کر کے گناہ کا ارتکاب نہ کرو۔''

لوگوں نے حضرت ابراہیم ادھمؒ کی یہ بات سُنی تو وہ سخت شرمندہ ہوئے اور انہوں نے توبہ کی کہ وہ آئندہ کبھی کسی کی غیبت نہیں کریں گے۔

Marfat.com

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

بوڑھا ابلیس!

حضرت ابراہیم ادھمؒ بیان کرتے ہیں کہ:

''ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ میں ایک جنگل سے گزر رہا تھا۔ وہاں دور دور تک نہ آدم تھا نہ آدم زاد کہ اچانک مجھے راستے میں ایک بزرگ صورت بوڑھا ملا۔''

میں نے اسے سلام کیا تو اس نے سلام کا جواب دینے کی بجائے مجھے کہا:

''اے ابراہیم ادھم! کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون سی جگہ ہے اور تم ہو کہ زادراہ لیے بغیر سفر کر رہے ہو جو کہ تمہارے لیے انتہائی خطرناک ہے۔ کبھی بھی زادراہ لیے بغیر سفر نہ کیا کرو۔''

مجھے اس بوڑھے شخص کی یہ بات سن کر فوراً خیال آیا کہ یہ بوڑھا کوئی بزرگ نہیں بلکہ ابلیس لعین ہے جو مجھے رب کائنات پر توکل کرنے سے روک رہا ہے۔ رب تعالیٰ کی ربانیت کا منکر ہے حالانکہ وہی ذات ہی ہے جو تمام جہانوں کو رزق عطا کرنے والی ہے۔ جو ذات پتھر میں موجود کیڑے کو رزق پہنچاتی ہے وہ کس طرح میرے حال سے لاتعلق رہ سکتی ہے نعوذ باللہ۔ میں نے فوری طور پر لاحول پڑھا تو وہ بوڑھا اسی وقت وہاں

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

سے غائب ہو گیا۔

میں نے اسی وقت اپنی جیب کو ٹٹولا تو اس میں چار درہم موجود تھے۔ میں نے فوری طور پر وہ چار درہم اپنی جیب سے نکالے اور انہیں زمین پر پھینک دیا اور رب تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے آگے چل پڑا۔ ان لمحات میں اپنے آپ سے میں نے اس بات کا عہد کیا کہ میں ہر میل کی مسافت پر 400 رکعت نفل ادا کروں گا۔ میں چار سال تک مسلسل صحرا نوردی کرتا رہا لیکن رب تعالیٰ کی ربوبیت کی شان دیکھیے کہ رب کائنات میری روزی مجھے بغیر کسی تنگی، پریشانی یا تکلیف کے پہنچاتا رہا۔ اس طرح رب تعالیٰ کی ربوبیت پر میرا یقین پختہ ترین ہو گیا۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

ظلم کا ثواب!

ایک دفعہ جب کہ حضرت ابراہیم ادھمؒ ایک جنگل سے گزر رہے تھے تو راستے میں آپؒ کو ایک سپاہی ملا۔ اس نے آپؒ کو السلام علیکم کہا۔ آپؒ نے جواب دیا:

''وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ''

اس کے بعد اس سپاہی نے آپؒ سے پوچھا:

''کیا تو بندہ (غلام) ہے؟''

آپؒ نے جواب دیا:

''جی ہاں! میں بندہ ہوں۔''

سپاہی نے پھر پوچھا:

''یہ بتاؤ کہ بستی کس طرف ہے؟''

حضرت ابراہیم ادھمؒ نے ایک جانب اشارہ کیا کہ وہ بستی ہے۔ سپاہی نے وہاں جا کر دیکھا تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ تو قبرستان تھا۔ سپاہی نے آپؒ سے کہا:

''یہاں! میں تم سے آبادی کے بارے میں پوچھ رہا ہوں اور تم مجھے قبرستان کا پتہ بتا رہے ہو۔ کیا قبرستان میں بھی آبادی

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہوتی ہے!''

حضرت ابراہیم ادھمؒ نے فرمایا:

''قبرستان ہی آبادی ہے۔''

یہ سنتے ہی سپاہی کو غصہ آ گیا اور وہ اس قدر آگ بگولا ہوا کہ اس نے نہ صرف حضرت ابراہیم ادھمؒ کو بُرا بھلا کہا بلکہ آپؒ کے سر میں پوری شدت کے ساتھ کوڑا مارا جس سے آپؒ کا سر پھٹ گیا اور آپؒ لہولہان ہو گئے۔ اس پر بھی اس سپاہی کا غصہ ٹھنڈا نہیں ہوا بلکہ وہ آپؒ کو اسی حالت میں پکڑ کر شہر لے آیا۔

شہر میں حضرت ابراہیم ادھمؒ کے جاننے والے موجود تھے۔ انہوں نے آپؒ کو اس حال میں دیکھا تو دوڑے ہوئے آئے اور وجہ دریافت کی۔ سپاہی نے خود ہی سارا ماجرا بیان کیا۔ لوگوں نے سپاہی کو بتایا کہ:

''میاں! تم نے بہت غلطی کی۔ یہ تو حضرت ابراہیم ادھمؒ ہیں جن کی عزت ایک زمانہ کرتا ہے۔''

سپاہی نے جیسے ہی آپؒ کا نام سُنا تو وہ فوراً گھوڑے سے نیچے اُتر آیا اور سخت نادم، شرمسار اور پشیمان ہوا۔ وہ آپؒ کے ہاتھ چومنے لگا اور معافیاں مانگنے لگا اور عذر پیش کرنے لگا۔ لوگوں نے حضرت ابراہیم ادھمؒ سے دریافت کیا:

''حضرت! یہ فرمایئے کہ آپؒ نے یہ کیوں فرمایا تھا کہ ''میں بندہ ہوں''۔

آپؒ نے بتایا:

''اس نے مجھ سے پوچھا تھا کہ کیا تو بندہ ہے؟ اس نے یہ نہیں پوچھا تھا کہ تُو کس شخص کا بندہ ہے؟ چونکہ میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں اس لیے میں نے کہہ دیا کہ ہاں میں بندہ ہوں۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

پھر جب اس نے مجھے مارا تو میں نے اس کے حق میں جنت کی دُعا مانگی۔"

لوگوں نے کہا:

"یا حضرت! اس نے تو آپؒ پر ظلم کیا تھا لیکن پھر بھی آپؒ نے اس کے حق میں دعا کی۔"

آپؒ نے فرمایا:

"مجھے یقین تھا کہ اس مصیبت پر مجھے ثواب ملے گا چنانچہ مجھے اچھا معلوم نہ ہوا کہ اس کی وجہ سے مجھے ثواب ملے اور میری وجہ سے یہ عذاب میں مبتلا ہو۔ یہ ایک طرح سے میرا محسن ہے لہٰذا محسن کے حق میں دعا کرنا مجھ پر واجب تھا۔ اسی لیے میں نے اس کے حق میں سب سے اچھی دُعا یعنی جنت میں داخل ہونے کی دُعا رب تعالیٰ سے کی۔ میں تو اب بھی اپنی بات پر قائم ہوں اور دُعا کرتا ہوں کہ اے باری تعالیٰ! میرے اس محسن کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔"

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

پہلی کے بعد دوسری دفعہ!

ایک دفعہ حضرت ابراہیم ادھمؒ ذکر وفکر اور دعا و ثناء میں محو و مستغرق تھے کہ آپؒ کے پاس ایک شخص حاضر ہوا۔ وہ شخص آپؒ سے عقیدت و محبت رکھتا تھا اور اکثر حاضر ہو کر مختلف مسائل پر گفتگو کیا کرتا تھا۔ آپؒ اس کے سوالات کا خوش دلی اور دل جمعی سے جواب دیا کرتے تھے۔ وہ آپؒ سے جوابات حاصل کر کے اپنے ساتھیوں کو ان سے مطلع کرتا اور یوں علم و معرفت کی باتیں بالواسطہ طور پر لوگوں تک پہنچ رہی تھیں۔

اس بار وہ آیا تو آپؒ مصروف ریاضت و عبادت تھے۔ وہ انتظار کرنے لگا۔ جب آپؒ بارگاہِ ایزدی میں سجدہ ریزی سے فارغ ہوئے تو اس نے آپؒ کو السلام علیکم کہا۔ آپؒ نے جواب دیا:

"وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ"

آپؒ کو علم تھا کہ آج بھی وہ کوئی نہ کوئی سوال پوچھنے کے لیے آیا ہو گا لہٰذا آپؒ ہمہ تن گوش ہو گئے۔

اس شخص نے پہلے اجازت طلب کی اور کہا:

یا حضرت! اگر آپؒ مناسب خیال فرمائیں تو میں ایک سوال

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

کرنے کی جسارت کروں؟"

حضرت ابراہیم ادھمؒ نے فرمایا:

"جو جی میں آئے پوچھو۔ کیا پہلے کبھی تمہیں مایوسی ہوئی ہے؟"

اس نے کہا:

"پہلے تو میں ہمیشہ علمی مسائل دریافت کرتا تھا مگر آج ایک ذاتی قسم کا سوال ہے۔ اس لیئے مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں آپؒ اس سوال کا جواب دینا مناسب نہ سمجھیں۔"

حضرت ابراہیم ادھمؒ نے جب اس شخص کا حسن طلب دیکھا تو آپؒ نے فرمایا:

"سوال بے شک ذاتی ہی کیوں نہ ہو تمہیں جواب ضرور ملے گا کیونکہ تم کافی دور سے لمبا سفر طے کر کے محض اس سوال کا جواب حاصل کرنے کے لیے حاضر ہوئے ہو۔ سوال کرو میں حتیٰ المقدور اور حتیٰ الوسع تسلی بخش جواب دوں گا۔"

جب اس شخص نے حضرت ابراہیم ادھمؒ کی مکمل رضامندی دیکھی تو اس نے انتہائی منکسرانہ لہجے میں پوچھا:

"یا حضرتؒ! یہ فرمایئے کہ کیا کبھی آپؒ اپنی مراد کو بھی پہنچے ہیں یا نہیں؟"

سوال اگرچہ مختصر سا تھا مگر اس میں اک جہان معانی آباد تھا۔ حضرت ابراہیم ادھمؒ ایک لمحے کے لیے سوچ میں پڑ گئے مگر معاً انہیں اپنا وعدہ یاد آیا تو انہوں نے بغیر کسی توقف کے اس شخص کو بتایا کہ:

"پہلی بار خوشی [illegible] ہے کہ رب رحمٰن و رحیم اور

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

خدائے قادر و قدیر کے فضل و کرم اور لطف و عنایت سے ایک نہیں بلکہ دو مرتبہ مراد ملی ہے جس کا شکرانہ میں آج تک ادا کرتا ہوں۔''

اس شخص نے پوچھا:

''یا حضرتؒ! کیا آپؒ مجھے اس کی تفصیل بتا سکتے ہیں؟''

حضرت ابراہیم ادھمؒ نے کہا:

''پہلی دفعہ یوں ہوا کہ میں ایک کشتی میں سوار ہو کر کہیں جا رہا تھا۔ کشتی میں جتنے لوگ بھی سوار تھے ان میں سے کوئی بھی مجھے نہیں جانتا تھا۔ میں ہر ایک کے لیے اجنبی تھا۔ میرا لباس جگہ جگہ سے پھٹا ہوا اور انتہائی میلا کچیلا تھا۔ میرے سر کے بال بھی بڑھے ہوئے تھے۔ میری اس حالت کو دیکھ کر سب سے پہلے ایک شخص نے قہقہہ لگایا۔ پھر دوسرے شخص نے آوازہ کسا۔ تیسرے شخص نے طنز کی۔ چوتھے نے مذاق کیا۔ پھر کیا تھا رفتہ رفتہ اس کشتی کے تمام لوگ میری طرف متوجہ ہو گئے اور طرح طرح کی باتیں بنانے لگے۔ وہ مجھ پر ہر طرح کی جگت کرنے لگے۔ ہر شخص میری تحقیر و توہین کرنے میں پیش پیش تھا۔ مگر میں انتہائی خاموشی، سکون اور صبر و تحمل کے ساتھ یہ سب کچھ سنتا اور برداشت کرتا رہا۔ ان لوگوں میں ایک شخص ایسا بھی تھا کہ جس نے آگے بڑھ کر میرے سر کے بڑھے ہوئے بالوں کو نوچنا شروع کر دیا۔ ایک شخص نے میرے سر پر گندگی پھینکی۔ جب وہ لوگ میرا تمسخر اُڑانے میں لگے ہوئے تھے تو میں دل ہی دل میں رب تعالیٰ کا شکر ادا کر

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

رہا تھا کہ جس نے مجھے اس آزمائش میں صبر واستقامت کے ساتھ کامیاب و کامران کیا۔ اس سے میرے دل میں تحمل اور برداشت کا مادہ فزوں تر ہوا۔ مجھ میں عاجزی و انکساری اور زیادہ بیدار ہوئی اور میں نے رب رحمٰن ورحیم کے حضور شکرانے کے نفل ادا کیے کہ جس کی عنایت و مہربانی سے میں اس امتحان میں سرخرو ہوا۔''

دوسری دفعہ کا واقعہ کچھ اس طرح ہے کہ:

''ایک مرتبہ انتہائی سخت موسلا دھار بارش ہو رہی تھی ۔ میں بارش میں بھیگتا ہوا چلا جا رہا تھا۔ میرے تمام کپڑے مکمل طور پر تر بتر ہو چکے تھے لیکن میں نے اپنا سفر جاری وساری رکھا۔ بالآخر مجھے دور سے ایک گاؤں دکھائی دیا۔ میں نے اپنا رُخ اسی طرف کر لیا۔ گاؤں میں پہنچا تو اس وقت سردی کی شدت سے میرے بدن کا انگ انگ کانپ رہا تھا۔ ایسی کپکپی طاری تھی کہ جو رُکنے کا نام ہی نہیں لیتی تھی ۔ میں نے گاؤں میں مسجد کو تلاش کیا تو وہ جلد ہی مجھے نظر آ گئی ۔ میں نے اسی میں عافیت سمجھی کہ مسجد میں جا کر قدرے سکون و آرام حاصل کروں اور مسجد کے اندر بیٹھ کر گرمی حاصل کروں ۔ مسجد میں کچھ لوگ موجود تھے ۔ انہوں نے جیسے ہی مجھے مسجد میں داخل ہوتے دیکھا تو وہ میری طرف لپکے اور مجھے نہ صرف بُرا بھلا کہا بلکہ دھکے دے کر باہر نکال دیا۔ میں نے ان سے کہا کہ باہر شدید بارش ہے۔ اک طوفانی کیفیت ہے ۔ میں مکمل طور پر بھیگ چکا ہوں اور سردی کے مارے میرا بُرا حال ہے مگر

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

انہوں نے میری ایک نہ سُنی اور مجھے مسجد میں داخل ہی نہ ہونے دیا۔ میں وہاں سے نکل کر دو اور مساجد میں گیا مگر وہاں پر بھی میرے ساتھ وہی حشر ہوا جو پہلی مسجد میں ہوا تھا۔ چنانچہ میں پھرتا پھراتا ایک حمام تک پہنچا۔ میں اس کے چولھے کے قریب گیا اور اس پر اپنا خرقہ اُتار کر تان دیا تاکہ سوکھ جائے۔ اس چولھے کے سیاہ دھوئیں نے میرا خرقہ اور میرا منہ بھی سیاہ کر دیا۔ ایسا لگتا تھا جیسے کسی نے کالک مل دی ہو۔ لیکن اس عمل سے میرا من اُجلاتر ہوا۔ اس میں ایک ایسی روشنی پیدا ہوئی جسے میں اب تک محسوس کرتا ہوں اور ربِ غفور و رحیم کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے میرے من کو مارنے کے اسباب پیدا کیے اور مجھے ہمہ قسم کی قلبی و ذہنی آلائش سے مامون و محفوظ فرمایا۔"

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

سبز پیالہ کہاں سے آیا؟

حضرت شفیق بن ابراہیمؒ بیان کرتے ہیں کہ:

''ایک دفعہ میں نے حضرت ابراہیم ادھمؒ کو مکہ معظمہ کے ایک بازار میں دیکھا۔ آپؒ راستہ سے ہٹ کر ایک کنارے پر بیٹھے ہوئے تھے اور تسبیح و تحمید میں مصروف تھے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر بھی لبوں پر جاری و ساری تھا اور آنکھوں سے آنسو بھی رواں دواں تھے۔ میں نے جب حضرت ابراہیم ادھمؒ کو اس حال میں دیکھا تو میں ان کے قریب گیا۔ انہوں نے مجھے دیکھا تو اپنائیت کا اظہار فرمایا۔ ان کے چہرے پر ہلکی سی خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ میں دوڑ کر ان کے پاس پہنچا اور سلام کیا۔ انہوں نے مجھے سلام کا جواب انتہائی پُر جوش طریقے سے دیا۔ پھر خاموش ہو گئے۔''

میں نے حضرت ابراہیم ادھمؒ سے کہا:

''حضرت! آپؒ اس قدر زار و قطار رو کیوں رہے تھے؟''

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

حضرت ابراہیم ادھمؒ نے فرمایا:

''خیریت ہے اور کوئی بات ایسی نہیں کہ جسے بتانا مناسب ہو۔''

میں نے اصرار کیا اور بضد ہوا تو انہوں نے کہا:

''اگر تم یہ وعدہ کرو کہ تم یہ بات کسی کو نہیں بتاؤ گے تو پھر میں تمہیں تمہارے اصرار پر بتائے دیتا ہوں۔''

میں نے کہا:

''یا حضرتؒ! آپؒ اطمینان رکھیے۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں آپؒ کی اس بات کا کبھی بھی کسی سے ذکر نہیں کروں گا۔''

حضرت ابراہیم ادھمؒ نے کہا:

''دراصل بات یہ ہے کہ گزشتہ 30 برس سے میرا دل حریرہ کھانے کے لیے مجھے تنگ کر رہا تھا لیکن میں بصد کوشش و کاوش اور صبر و استقامت کے ساتھ اسے روکتا تھا۔ مگر کل رات کے وقت جب کہ میں عبادت و ریاضت سے فارغ ہوا ہی تھا کہ مجھے اونگھ آنے لگی۔ اسی دوران ایک شخص انتہائی نورانی چہرے والا میرے پاس آیا۔ اس کے ہاتھ میں سبز رنگ کا ایک پیالہ تھا۔ اس پیالے میں سے بھاپ اُٹھ رہی تھی اور حریرہ کی خوشبو دل و دماغ کو معطر کیے دیتی۔

میں نے اس شخص سے اپنا منہ پرے کر لیا تا کہ حریرہ کی خوشبو میرے نفس پر حاوی نہ ہو اور نہ ہی میں دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر صبر کا دامن چھوڑ بیٹھوں۔ تاہم اس شخص نے زبردستی پیالہ میرے نزدیک کرتے ہوئے مجھ سے کہا۔''

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

''اے ابراہیمؒ! اس حریرہ کو کھالے۔ پچھلے 30 سالوں سے تیرا دل اسے کھانے کے لیے بے چین ہے مگر تُو ہے کہ دل پر جبر کیے جا رہا ہے۔''

میں نے کہا:

''میں اسے ہرگز نہیں کھاؤں گا کیونکہ میں اس کو چھوڑ چکا ہوں۔''

اس شخص نے کہا:

''اے ابراہیمؒ! اگر اللہ تعالیٰ اپنی نعمت کھلا دے تو وہ کھالینی چاہیے۔''

مجھے اس شخص کی اس بات اور دلیل کا کوئی جواب نہیں سوجھا اس لیے میں نے رونا شروع کر دیا اور ابھی تک رو رہا ہوں۔

اس شخص نے اصرار کرتے ہوئے پھر مجھ سے کہا:

''لو اس پیالے میں موجود لذیذ حریرے کو کھالو۔''

میں نے اس شخص سے کہا:

''ہمیں حکم ہے کہ جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ کھانا کہاں سے آیا ہے اس وقت تک کھانے کو ہاتھ نہ لگاؤ۔ تم مجھے بتاؤ کہ حریرے سے بھرا ہوا یہ سبز پیالہ آخر کہاں سے آیا ہے؟''

اس شخص نے کہا:

''یہ حریرہ صرف تمہارے لیے ہی بھیجا گیا ہے۔ مجھے یہ حکم ملا ہے کہ اس پیالے کو لے جاؤں اور ابراہیم ادھمؒ کو کھلا دوں اس

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

لیے کہ اس نے ایک مدت اور عرصہ دراز سے اپنے نفس پر صبر کر کے اس روک رکھا ہے۔ اب اس پر رب رحمٰن و رحیم نے فضل و کرم کیا اور اس کے لیے پیالہ بھیجا ہے۔ اے ابراہیمؒ! یہ بھی یاد رکھو کہ میں نے فرشتوں کو یہ بھی کہتے سنا ہے کہ جو شخص رب کائنات کی عطا کو نہیں لیتا تو پھر اگر طلب بھی کرتا ہے تو نہیں ملتی۔"

اس کے بعد ایک اور شخص وہاں پہنچا۔ اس نے کہا کہ ابراہیمؒ کو اپنے ہاتھ سے کھلاؤ۔ چنانچہ اس نے میرے منہ میں حریرہ ڈالنا شروع کر دیا حتیٰ کہ میں سو گیا۔ تاہم جب بیدار ہوا تو حریرے کا ذائقہ اپنی زبان پر محسوس کیا۔

حضرت شفیق بن ابراہیمؒ کا بیان ہے کہ جب حضرت ابراہیم ادھمؒ نے اپنی بات ختم کر لی تو میں نے ان سے عرض کی:

"یا حضرتؒ! اپنا ہاتھ آگے بڑھائیے۔"

مگر انہوں نے اپنا ہاتھ آگے نہیں بڑھایا تو میں نے لپک کر ان کا ہاتھ پکڑ کر چوم لیا اور رب ذوالجلال والاکرام سے دعا کی کہ:

"اے باری تعالیٰ! اے رب کریم و رحیم! جو لوگ اپنی خواہشات کو روکتے ہیں۔ اپنے من کو مارتے ہیں۔ اپنی آرزوؤں اور تمناؤں کے آبگینوں کو ریزہ ریزہ کر دیتے ہیں تو ہی ان کی خواہشات کو اپنی نظر کرم و عنایت سے پورا کرتا ہے۔ تُو ہی قلوب و اذہان میں ایمان و ایقان کی حدت و حرارت ڈالتا ہے۔ تُو ہی ان لوگوں کے دلوں کو مطمئن اور پُر سکون رکھتا ہے۔ یا رب رحمٰن و رحیم! تُو مجھ پر بھی اپنے کرم کی بارش برسا۔ مجھے اپنی مغفرت میں لے لے۔ [illegible]

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

بھی تیری عنایت و بخشش کا محتاج ہوں ۔ اگرچہ میں اپنے گناہوں کی وجہ سے کسی چیز کا حق نہیں رکھتا مگر پھر بھی تیری رحمت اور لطف و عنایت کا طلبگار ہوں ۔ تو مجھ پر رحم و کرم فرما۔"

Marfat.com

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

ایک روٹی اور ایک پیاز کیوں؟

حضرت ابراہیم ادھمؒ ایک دفعہ ایک جنگل سے تن تنہا باری تعالیٰ کے توکل کے سہارے پر چلے جارہے تھے۔ آپؒ کے پاس کوئی زادراہ نہیں تھا۔ لبوں پر استغفار تھا۔ قلب ذکر الٰہی سے دھڑک رہا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپؒ انتہائی پُرسکون تھے کیونکہ اللہ کا ذکر ہی دلوں کو اطمینان بخشتا ہے۔

راستے میں اچانک آپؒ نے دور سے دیکھا کہ ایک فقیر رب رحمٰن ورحیم کی عبادت وریاضت میں مصروف ہے۔ آپؒ نے اس فقیر کو دیکھا تو دل میں خیال کیا کہ کیوں اس سے ملاقات کی جائے۔ نیک لوگوں کی صحبت سے آدمی بہت کچھ حاصل کرتا ہے۔ مزید یہ کہ اس جنگل بیابان میں رفاقت بھی مُیسر آگئی ہے تو یہ رب ذوالجلال کی نعمت ہی ہے۔

آپؒ فوراً اس فقیر کے پاس پہنچے اور خاموشی سے اس کے قریب جا کر بیٹھ گئے۔ اس فقیر نے جب آپؒ کو اپنے پاس بیٹھے دیکھا تو وہ سخت غصے میں آگیا اور غضبناک ہو کر کہنے لگا:

”میاں! تم کون ہو اور یہاں کیوں آئے ہو؟ یہاں سے فوراً

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

اسی وقت چلے جاؤ۔ خدا معلوم تم کس قسم کے گنہگار شخص ہو۔ کہیں تمہاری شامت اعمال سے میری عبادت میں خلل نہ پڑے اس لیے اسی لمحے ہی یہاں سے دوڑ جاؤ۔ دوسری بات یہ ہے کہ میرے لیے ہر روز غیب سے کھانا آتا ہے جس سے بمشکل صرف میرا ہی گزارا ہوتا ہے۔ اگر تو یہاں پر میرے ساتھ رہا تو بھوکا پیاسا رہ کر مر جائے گا۔ اس لیے جا کسی اور جگہ چلا جا جہاں تیری گزر اوقات بہتر طور پر ہو سکے۔''

وہ فقیر مسلسل بولتا چلا جا رہا تھا اور حضرت ابراہیم ادھمؒ انتہائی خاموشی اور صبر وتحمل کے ساتھ اسے سُن رہے تھے تاہم آپؒ ازحد دل شکستہ ہوئے مگر آپؒ اللہ تعالیٰ کے توکل کے سہارے اس فقیر سے ذرا ہٹ کر دوسری جگہ پر بیٹھ گئے۔ آپؒ نے دل میں خیال کیا کہ رب قادر وقدیر اگر اس شخص کو یہاں روزی فراہم کرتا ہے تو مجھے بھی ضرور پہنچائے گا کیونکہ وہ کائنات کی تمام مخلوقات کا روزی رساں ہے۔ وہی ربِ دو جہاں ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں بھوک اور پیاس سے مر جاؤں۔ یہ قطعی طور پر نہیں ہو سکتا۔

حضرت ابراہیم ادھمؒ نے وہاں ڈیرا ڈال کر رب ذوالجلال کی عبادت و ریاضت اور ذکر وفکر شروع کر دیا۔ ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ کھانے کا وقت ہو گیا۔ حضرت ابراہیم ادھمؒ نے دیکھا کہ اس فقیر کے لیے معمول کے مطابق غیب سے ایک عدد روٹی اور ایک عدد پیاز آیا جسے اس فقیر نے تناول کرنا شروع کر دیا۔

حضرت ابراہیم ادھمؒ ابھی یہ دیکھ ہی رہے تھے کہ ان کے اپنے پاس غیب سے سنہری برتن اُترنا شروع ہوئے۔ کسی میں چاول، کسی میں حلوہ، کسی میں گوشت، کسی میں قیمہ اور کسی میں کباب۔ غرض انواع واقسام کے کھانوں کا ڈھیر لگ گیا۔ جو جو نعمتیں آپؒ بادشاہی کے دور میں تناول فرماتے تھے ان سے کہیں بڑھ کر نعمتیں آپؒ پر نازل ہوئیں۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

حضرت ابراہیم ادھمؒ جب سے راہ خدا میں نکلے تھے بہت کم خوراک استعمال کرتے تھے۔ صرف اتنا کھاتے تھے کہ جس سے جسم و روح کا رشتہ برقرار رہے۔ آپؒ نے ان تمام نعمتوں میں سے بہت تھوڑا سا کھالیا اور باقی تمام چیزیں برتنوں سمیت اس فقیر کو دیتے ہوئے فرمایا:

''اگر آپ بھوکے ہیں تو بصد شوق تناول فرمالیجیے۔''

اس فقیر نے یہ صورت حال دیکھی تو شرمندہ سا ہو کر رہ گیا۔ وہ رب کائنات کے حضور سجدہ ریز ہوا اور رب رحمٰن و رحیم سے گڑگڑا کر کہنے لگا:

''اے اللہ! اے میرے پیارے اللہ! تجھے علم ہے کہ میں 40 برس سے تیری عبادت و ریاضت میں لحہ لحہ اور لحظہ لحظہ مصروف ہوں۔ اور یہ شخص تو نوجوان آدمی ہے۔ اس کی عمر ہی ابھی کیا ہے۔ اس نے میرے برابر عبادت کب کی ہو گی۔ بھوک اور پیاس کے جو صدمات میں نے اُٹھائے ہیں اس نے کب برداشت کیے ہوں گے۔ لیکن مجھے حیرت اس بات پر ہے کہ میرے لیے صرف ایک روٹی اور ایک پیاز ہے جب کہ اس کے لیے دنیا کی ہمہ قسم کی نعمتیں وافر مقدار میں موجود ہیں۔''

غیب سے صدا آئی:

''اے شخص! تُو اپنی اصلیت کو دیکھ! تُو ایک مفلس کسان تھا اور روٹی و پیاز پر گزر بسر کرتا تھا جب کہ یہ ایک بادشاہ تھا جس نے تاج وتخت کو ٹھکرا کر اللہ کا راستہ اپنایا۔ اس کے دستر خوان پر لاتعداد کھانے چنے جاتے تھے۔ تجھے تیری خوراک ملتی ہے

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

اور اس کو اس کی خوراک ملا کرے گی۔ ایک دوسری بات بھی یاد رکھ کہ تُو ایک غریب ترین شخص تھا۔ جب تجھے کوئی ذریعہ معاش نہیں ملا تو میرے در پر آ پڑا جب کہ وہ جلال و جمال اور شان وشوکت رکھنے والا بادشاہ تھا۔ اس نے بادشاہی چھوڑ کر گدائی اختیار کی ہے اس لیے اس کو اسی قسم کی خوراک ہی ملے گی۔ تیسری بات یہ ہے کہ تجھ میں ابھی تک اپنی عبادت کا فخر نہیں گیا جب کہ وہ سابقہ بادشاہ ہوتے ہوئے بھی انتہائی منکسر المزاج اور تحمل و بُردبار ہے۔ اپنے من کو مزید مار۔ فخر و غرور ختم کر اور انسانوں کو نظر حقارت سے دیکھنا بند کر دے کیا خبر رب کائنات کو کون کتنا پسند ہے اور کس کا کیا رتبہ و مرتبہ ہے!"

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

جب وہ نیند سے بیدار ہوا!

جب حضرت ابراہیم ادھمؒ بادشاہ کی حیثیت سے بادشاہی محل میں رہتے تھے تو ان دنوں آپؒ کے ساتھ ایک انتہائی سبق آموز اور حیرت آفریں واقعہ پیش آیا۔ آپؒ محل میں ٹہلتے ٹہلتے محل سے باہر نکلے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک شخص محل سے باہر کھڑا ہے جب کہ اس کے ہاتھ میں ایک روٹی ہے۔ آپؒ نے دیکھا کہ اس شخص نے انتہائی سکون واطمینان کے ساتھ وہ روٹی بغیر کسی سالن کے روکھی ہی تناول فرمایا۔ رب تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور لمبی تان کر سو گیا۔

حضرت ابراہیم ادھمؒ وقت کے بادشاہ تھے۔ آپؒ نے خدام کی ڈیوٹی لگائی کہ جیسے ہی یہ شخص نیند سے بیدار ہو اسے میرے پاس لایا جائے۔ خدام منتظر رہے چنانچہ جیسے ہی وہ شخص جاگا وہ اسے پکڑ کر حضرت ابراہیم ادھمؒ کے پاس لے آئے۔ آپؒ نے اس شخص کو اپنے قریب بٹھایا۔ اس سے اس کا نام و پتہ دریافت کرنے کے بعد اس سے پوچھا:

”میاں! تم ایک تومند جوان ہو۔ میں نے دیکھا کہ تمہیں سخت بھوک کی کیفیت محسوس ہو رہی تھی مگر تم نے محض ایک

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

سوکھی روٹی کھائی۔ کیا تم اس ایک سوکھی روٹی سے سیر ہو گئے تھے؟''

اس شخص نے کہا:

''بالکل! رب تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ میں ایک ہی سوکھی روٹی سے سیر ہو جاتا ہوں۔''

اس کے بعد حضرت ابراہیم ادھمؒ نے اس سے پوچھا:

''کیا تمہیں نیند بھی خوب آئی؟''

اس نے جواب دیا:

''جتنی پُرسکون نیند میں نے کی ہے وہ شاید بادشاہ کو بھی نصیب نہ ہوتی ہو۔''

حضرت ابراہیم ادھمؒ نے دل ہی دل میں سوچا کہ یہ دنیا کا حصول اور اس کے لیے دن رات کی تگ و دو محض کارِ فضول ہے۔ نفسِ انسانی تو محض ایک سوکھی روکھی روٹی پر قناعت کر سکتا ہے۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

بھائیو! کیا معاملہ ہے؟

ایک دفعہ حضرت ابراہیم ادھمؒ خراماں خراماں ایک بازار سے گزر رہے تھے۔ آپؒ ذکر و فکر بھی کر رہے تھے اور محوِ سفر بھی تھے۔ دراصل آپؒ رب کائنات کی قدرتوں اور نعمتوں کا مشاہدہ کر رہے تھے۔ آپؒ نے اچانک دیکھا کہ ایک شخص شراب پی کر بے سُدھ پڑا ہوا ہے۔ اسے کسی قسم کا ہوش نہیں۔ بے ہوشی کے عالم میں اس کے منہ سے بدبودار جھاگ نکل رہی ہے جس پر مکھیاں بھنبھنا رہی ہیں۔ آپؒ نے اسے اس حالت میں دیکھا تو آپؒ کو اس پر بہت ترس آیا۔ آپؒ نے سوچا کہ آخر یہ بھی ایک انسان ہے مگر اپنی ہی غلطی کی وجہ سے مخلوقِ خدا کے سامنے تماشا بنا ہوا ہے۔

حضرت ابراہیم ادھمؒ نے اسی لمحے قریب ہی سے پانی کا انتظام فرمایا۔ پھر آپؒ اس شخص کے پاس پہنچے۔ آپؒ نے پاک و صاف پانی سے اس کا منہ دھویا اور فرمایا:

''کیسی زبان کو یہ آفت پہنچی جو کہ رب رحمٰن و رحیم کا ذکر کرتی تھی۔''

تھوڑی ہی دیر میں اس شخص کو ہوش آیا۔ حضرت ابراہیم ادھمؒ اس انتظار میں ابھی تک وہیں موجود تھے کہ کب اس شخص کو ہوش آتا ہے۔ آپؒ نے اسے جگانا مناسب نہ

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

سمجھا۔ وہاں اور لوگ بھی اکٹھے ہو گئے جو کہ حضرت ابراہیم ادھمؒ کو جانتے تھے اور آپؒ کے عقیدت مندوں میں سے تھے۔ اس شخص نے جب آنکھیں کھولیں تو اس نے دیکھا کہ ایک اچھا خاصا مجمع اس کے پاس کھڑا ہے۔ اس نے پوچھا:

''بھائیو! کیا معاملہ ہے؟''

لوگوں نے اسے تمام واقعہ بتایا اور حضرت ابراہیم ادھمؒ کے بارے میں بھی اسے باخبر کیا۔ یہ سن کر وہ ازحد شرمندہ و نادم ہوا۔ اس نے اسی لمحے توبہ کی اور رب کائنات سے وعدہ کیا کہ وہ آئندہ شراب کبھی بھی نہیں پیئے گا۔ وہ اپنی توبہ پر قائم رہا حتیٰ کہ وہ اللہ تعالیٰ کا ایک نیک بندہ بن گیا۔

حضرت ابراہیم ادھمؒ نے خواب میں دیکھا کہ ایک منادی ندا دے رہا ہے کہ:

''اے ابراہیم! تُو نے ہمارے واسطے اس شخص کا منہ اور زبان
پاک کی ہم نے تمہاری وجہ سے اس کا دل پاک کر دیا۔''

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

جب جہاز ڈوبنے لگا!

حضرت ابراہیم ادھمؒ نے تخت و تاج کو خیر باد کہا تو زیادہ تر وقت سفر و حضر میں ہی گزارا۔ کیا جنگل، کیا صحرا، کیا دشت و دریا اور کیا سمندر کی باد بلا اور کیا نخلستان و بیابان یعنی کوئی موسم، کوئی مقام اور کوئی جائے قیام ان کے ذوق وشوق اور تلاش وجستجو کا راستہ نہ روک سکی۔ انہوں نے خدائے بزرگ و برتر کی تمام زمین کو اپنی زمین سمجھا اور راہ حق میں کسی قسم کے خطرے، خوف یا اندیشے کو دل میں جگہ نہ دی۔ رب رازق و رزاق کو روزی رساں سمجھتے ہوئے مسلسل محو سفر رہے۔

ایک دفعہ سمندری جہاز میں بیٹھے سفر کر رہے تھے۔ موجیں بلاخیز تھیں اور ہوائیں تند و تیز تھیں۔ سردی جوبن پر تھی۔ رگوں میں خون جما جاتا تھا۔ سمندر کے جوش وطغیانی اور پانی کی فراوانی سے دل دہلا جاتا تھا۔ ہر شخص کا چہرہ افسردہ اور طبیعت مُردہ نظر آتی تھی کیونکہ طوفانی ہوائیں لحہ لحہ بپھرتی جارہی تھیں۔ ان کی غراہٹ سے یوں محسوس ہوتا تھا جیسے جنگل کا شیر مہینوں کی بھوک سے دھاڑ رہا ہو۔

جہاز میں سوار تمام مسافروں پر یاسیت کے سائے گہرے ہوتے جارہے تھے۔ وہ اب آہستہ آہستہ اپنی زندگیوں سے مایوس ہوتے چلے جارہے تھے۔ وہ موت کی

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

آغوش میں جانے کی تیاریوں میں مصروف نظر آتے تھے مگر حضرت ابراہیم ادھمؒ انتہائی سکون و اطمینان کے ساتھ بیٹھے تھے۔ آپؒ کے جسم پر ایک موٹا کمبل تھا اور آپؒ مراقبہ کی حالت میں تھے۔ جب صورت حال انتہائی نازک ہوگئی اور یوں محسوس ہوا کہ بچنے کی تمام امیدیں دم توڑ چکی ہیں تو جہاز کے تمام مسافر افراتفری اور گھبراہٹ کے عالم میں حضرت ابراہیم ادھمؒ کے پاس دوڑے ہوئے آئے اور کہنے لگے:

''جناب! یہ کیسی عجیب بات ہے کہ ہم ہلاکت کے طوفان میں گھرے ہوئے ہیں۔ موت نے چہار جانب سے ہمارا گھیراؤ کرلیا ہے۔ ہم جہان فانی کو سدھارنے والے ہیں اور ایک آپؒ ہیں کہ قرارِ قلب کے ساتھ سوئے ہوئے ہیں۔ نہ آپؒ کے چہرے پر گھبراہٹ ہے اور نہ ہی کسی قسم کی کوئی پریشانی آپؒ محسوس کر رہے ہیں۔ آخر وجہ کیا ہے؟ کیا آپؒ کو موت سے ڈر نہیں لگتا؟ آپؒ جیسا پُرسکون اور پُراطمینان شخص ایسی نازک ترین صورت حال میں ہم نے آج تک نہیں دیکھا۔''

حضرت ابراہیم ادھمؒ نے جب لوگوں کی یہ باتیں سنیں تو آپؒ نے مراقبے سے سر اُٹھایا۔ رب قادر وقدیر کے حضور دست بدعا ہوئے اور فرمایا:

''اے رب رحمٰن ورحیم! اپنے بندوں پر تجھ سے زیادہ شفیق اور مہربان کوئی نہیں۔ اے اللہ! ہم نے تیری قدرت کاملہ کو دیکھ لیا ہے اب تُو اپنے فضل وکرم اور اپنی خاص عنایت و اعانت سے ہمیں معاف فرما۔ ہمارے گناہوں سے درگزر فرما۔ ہم تیرے عاجز ولاچار بندے تجھ سے التجا کرتے ہیں کہ تُو ہم پر اپنی رحمت کی بارش کر۔ ہمیں اپنی مغفرت میں لے لے اور آنے والے عذاب سے ہمیں بچا۔''

Marfat.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

حضرت ابراہیم ادھمؒ نے جیسے ہی دُعا ختم کی تو رحمتِ خداوندی جوش میں آئی۔ طوفانی ہوائیں چلنا بند ہوگئیں۔ سمندر کی بپھری موجوں کو سکون آگیا۔ جہاز ڈوبتے ڈوبتے پھر سے پانی کی سطح پر اُبھر آیا اور اس نے اپنی منزل کی راہ لی۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

خچر پر سوار شخص!

حضرت حذیفہ مرعشیؒ کو یہ سعادت حاصل رہی کہ آپؒ کئی برس تک حضرت ابراہیم ادھمؒ کی خدمت اقدس میں حاضر رہے اور آپؒ سے روحانی فیض حاصل کیا۔ آپؒ سفر حضر میں بھی حضرت ابراہیم ادھمؒ کے ساتھ ہوتے تھے اور قیام و طعام میں بھی ہمرکاب ہوتے تھے۔

ایک دفعہ حضرت حذیفہ مرعشیؒ اپنے پیرومرشد حضرت ابراہیمؒ کے ہمراہ مکہ مکرمہ کی طرف عازم سفر تھے۔ راستے میں جہاں جی چاہتا ٹھہر جاتے۔ رب کائنات کے حضور سجدہ ریز ہوتے اور پھر سفر جاری رکھتے۔ کچھ زادِ سفر ساتھ تھا مگر وہ جلد ہی ختم ہو گیا۔ نوبت فاقوں تک پہنچی۔ دونوں ایک ویران سی مسجد میں ٹھہر گئے۔ یہ شہر کوفہ کی ایک مسجد تھی۔ حضرت ابراہیم ادھمؒ نے دیکھا کہ حضرت حذیفہ مرعشیؒ کی حالت بھوک و پیاس کی وجہ سے غیر ہوتی جا رہی ہے۔ اور وہ لاغر و نڈھال ہوئے جا رہے ہیں۔ حضرت ابراہیم ادھمؒ نے اس صورت حال میں حضرت حذیفہ مرعشیؒ سے پوچھا:

"کیا تمہیں شدید بھوک لگی ہے؟ کیا اب تمہارے لیے فاقہ کرنا برداشت سے باہر ہو گیا ہے؟"

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

حضرت حذیفہ مرعشیؒ نے جواب دیا:

''اعلیٰحضرت! آپؒ نے صحیح فرمایا ہے۔ میں اب اتنا لاغر و نحیف ہوا جا رہا ہوں کہ اگر یہی صورت حال رہی تو پھر میرا خدا ہی حافظ و ناصر ہے۔''

حضرت ابراہیم ادھمؒ نے فرمایا:

''بے شک! ہم سب کا رب تعالیٰ ہی ہمارا حامی و حافظ و ناصر ہے۔ وہی رازق بھی ہے اور رزاق بھی۔ وہ اپنے خزانۂ غیب سے ہمیں لازماً عطا فرمائے گا۔ رب تعالیٰ سے ناامیدی گناہ ہے۔''

حضرت حذیفہ مرعشیؒ نے کہا:

''یا حضرت! میں اللہ تعالیٰ سے قطعی ناامید نہیں ہوں لیکن آپؒ نے پوچھا ہے تو میں نے اپنی حالت بیان کر دی ہے۔ باقی آپؒ مجھ سے بہتر جانتے ہیں۔''

حضرت ابراہیم ادھمؒ نے ان لمحات میں حضرت حذیفہ مرعشیؒ سے قلم دوات منگوائی۔ آپؒ نے کاغذ کے ایک ٹکڑے پر لکھا:

''اے رب ذوالجلال! تُو ہی ہمارا مقصود ہے۔ تو ہی ہر کام میں ہمارا مددگار ہے۔ اے اللہ! میں تیری حمد کرنے والا، شکر کرنے والا اور ذکر کرنے والا ہوں۔ میں بھوکا اور خستہ حال ہوں۔ تیرے سوا کسی اور کی تعریف میرے لیے آگ سے کم نہیں ہے اپنے بندے کو اس آگ سے بچا لے۔''

حضرت ابراہیم ادھمؒ نے کاغذ کا وہ ٹکڑا حضرت حذیفہ مرعشیؒ کو دیتے ہوئے کہا کہ

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

''باہر جاؤ اور جو شخص سب سے پہلے تمہیں ملے اسے یہ رقعہ دے دینا۔''

حضرت حذیفہ مرعشیؒ نے حسب ارشاد مسجد کوفہ سے باہر قدم رکھے اور چند ہی لمحوں کے بعد انہیں ایک شخص ملا جو ایک خچر پر سوار تھا۔ انہوں نے حسب ہدایت وہ رقعہ اس شخص کو روک کر اس کے حوالے کر دیا۔

اس شخص نے خچر کو روکا۔ نیچے اُترا۔ اس نے رقعہ کو غور سے پڑھا اور پڑھتے ہی رونا شروع کر دیا۔ پھر اس نے حضرت حذیفہ مرعشیؒ سے پوچھا:

''میاں! یہ بتاؤ کہ اس رقعہ کو لکھنے والا کہاں ہے؟''

حضرت حذیفہ مرعشیؒ نے بتایا کہ:

''وہ شخص فلاں ویران مسجد میں قیام پذیر ہے اور رب واحد کی عبادت و ریاضت میں مصروف ہے۔''

اس خچر سوار نے حضرت حذیفہ مرعشیؒ کو ایک تھیلی دی جس میں 600 دینار تھے۔ حضرت حذیفہ مرعشیؒ وہ تھیلی لے کر واپس آ ہی رہے تھے کہ راستے میں انہیں ایک اور شخص ملا۔ انہوں نے اس شخص سے پوچھا:

''میاں! یہ بتاؤ کہ یہ خچر سوار شخص جو ابھی یہاں سے گزرا ہے کون ہے؟''

اس شخص نے بتایا کہ:

''وہ ایک نصرانی ہے۔''

حضرت حذیفہ مرعشیؒ حیران بھی ہوئے اور پریشان بھی کہ ایک نصرانی سے 600 دینار کی تھیلی لے لی۔ تاہم آپؒ نے واپس حضرت ابراہیم ادھمؒ کے پاس پہنچ کر

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

تمام واقعہ پوری تفصیل کے ساتھ ان کے گوش گزار کیا۔ حضرت ابراہیم ادھمؒ نے فرمایا:

''اے حذیفہؒ! گھبراؤ نہیں ۔ وہ شخص ابھی یہاں آئے گا ۔ ذرا تھوڑا سا انتظار کرو۔''

چند ہی ساعتیں گزری تھیں کہ وہی خچر سوار اسی ویران مسجد میں آ پہنچا جہاں حضرت ابراہیم ادھمؒ ٹھہرے ہوئے تھے ۔ اس نے آتے ہی آپؒ کو دیکھا تو آپؒ کی طرف عزت و تکریم کے ساتھ لپکا ۔ وہ حضرت ابراہیم ادھمؒ کے سر کو بوسہ دینے لگا ۔ حضرت حذیفہ مرعشیؒ یہ تمام صورت حال دیکھ کر حیرت و استعجاب میں ڈوبے ہوئے تھے ۔

اب اس نصرانی نے حضرت ابراہیم ادھمؒ سے عرض کی:

''یا حضرت ! میں آپؒ کے ہاتھوں پر اسلام قبول کرنا چاہتا ہوں ۔''

آپؒ نے خوشی کا اظہار فرماتے ہوئے کہا:

''بسروچشم ! کہو اشهدان لا اله الا الله و اشهد ان محمد رسول الله''

اس نے فوراً ہی کلمۂ شہادت پڑھا اور مشرف بہ اسلام ہو گیا۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

جب شیر نے اونٹ کو گرایا

ایک دفعہ چند بزرگان دین ،علماء اور اکابرین کی ایک جماعت حضرت ابراہیم ادھمؒ کی سربراہی میں ساحل سمندر پر محوسفر تھی ۔ موسم انتہائی خوش گوار اور ماحول ازحد جاندار تھا۔فضا میں خنکی تھی جو گرم رُت کی حدت کو کم اور طبیعت کو نرم کر رہی تھی ۔ رب کائنات کی قدرت پر گفتگو ہو رہی تھی کہ جس نے ہر شے کو ایک خاص مقصد کے لیے تخلیق فرمایا ہے۔رب ذوالجلال حسین ہے اور حسن کو پسند فرماتا ہے۔ وہی خالق و مالک ہے۔ وہی قادر و مصور ہے۔ کائنات کا تمام حُسن اسی کا مرہون منت ہے۔ ہر کوئی اسی کا محتاج ہے کسی کو یہ زیب نہیں دیتا کہ اس کے سوا کسی اور کی پاکیزگی بیان کرے ۔ وہ قابل حمد اور لائق توصیف و تحسین ہے۔

یہی باتیں ہو رہی تھیں ۔ حضرت ابراہیم ادھمؒ رب تعالیٰ کی شان ربوبیت اور قدرت تخلیق کے بارے میں بول رہے تھے جب کہ ہمرکاب ساتھی بھی آپؒ کی باتوں کی نہ صرف تائید کر رہے تھے بلکہ ان میں اضافہ بھی کر رہے تھے۔ ساحل سمندر سے ہوتے ہوئے تمام احباب ایک جنگل میں پہنچے ۔ صحرانوردی اور دشت گردی چونکہ حضرت ابراہیم ادھمؒ کا مشغلۂ خاص تھا اس لیے وہ اپنے ساتھیوں کو بھی ایک جنگل ہی میں لے آئے تھے۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

جنگل میں پہنچے تو وہاں بھی دست قدرت کی صناعی پر گفتگو جاری رہی۔ چلتے چلتے اچانک سب کی نظریں ایک خشک لکڑی پر پڑیں تو سب نے اس کی خوبصورتی کے ساتھ ساتھ اس کے خواص بیان کیے۔ایک مرد قلندر نے کہا:

''اس کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ یہ انتہائی سرعت اور تیزی کے ساتھ آگ پکڑتی ہے اور کسی چیز کو پکانے یا گرم کرنے کے لیے بہت کارآمد ہے۔''

حضرت ابراہیم ادھمؒ کے ایک ساتھی نے آپؒ سے پوچھا:

''یا حضرتؒ! ایسی خشک لکڑی ہم نے پہلے کبھی نہیں دیکھی۔ خدا معلوم کس درخت کی ہے اور کس طرح جلتی ہے۔ اگر آپؒ اجازت دیں تو ہم اسے آگ لگا کر دیکھیں؟''

حضرت ابراہیم ادھمؒ نے کہا:

''تم اگر اس لکڑی کو جلانا ہی چاہتے ہو تو پھر ایسا کرو کہ اسے جلا کر اس پر روٹیاں گرم کر لو تاکہ لکڑی کا جلانا بے فائدہ نہ ہو۔ ویسے بھی سب لوگ بھوک محسوس کر رہے ہیں۔''

چنانچہ لکڑی کو جلایا گیا اور اس آگ پر وہ روٹیاں گرم کی گئیں جو زادِ راہ کے طور پر ہمراہ لائے تھے۔ لکڑی اتنی تیزی کے ساتھ جلی کہ تھوڑی ہی دیر میں اس نے انگاروں کی شکل اختیار کر لی۔ انگارے اس قدر سرخ اور دہکتے ہوئے تھے کہ ان کی تعریف کرتے ہوئے ایک ساتھی نے کہا:

''دیکھو یہ انگارے کتنے اچھے ہیں۔ کتنی حدت اور حرارت رکھتے ہیں۔ کیا ہی اچھا ہوتا اگر اس وقت ہمارے پاس گوشت ہوتا تو ہم ان انگاروں پر اسے خوب بھونتے۔ گوشت

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

معذور پرندے کے پاس پہنچا۔ پھر اس نے وہ ٹڈی اس معذور پرندے کے منہ میں ڈال دی جسے وہ مزے لے لے کر کھانے لگا۔"

"میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ تو وہ رب اور پروردگار ہے جو پوری کائنات کا رازق و رزاق ہے۔ اس نے کس خوبصورتی کے ساتھ ایک پرندے کا رزق دوسرے پرندے کے ذریعے اس تک پہنچایا کہ جس کا میں عینی شاہد ہوں۔ پروردگار مجھے بھی ہر حال میں میرا رزق پہنچائے گا۔ یہ سوچ کر میں نے تمام کام چھوڑ دیئے اور رب قادر و قدیر کی عبادت و ریاضت میں مصروف و مستغرق ہو گیا۔"

Marfat.com

حضرت ابراہیم ادہمؒ نے حضرت شفیق بلخیؒ کی جب یہ داستان سُنی تو آپؒ نے حضرت شفیق بلخیؒ سے کہا:

"حضرت! اگر آپ محسوس نہ کریں اور اجازت دیں تو میں ایک بات کہنا چاہتا ہوں۔"

حضرت شفیق بلخیؒ نے کہا:

"حضرت! جو کچھ آپؒ کہنا چاہتے ہیں وہ میرے لیے اعزاز ہو گا۔ آپؒ کو اجازت لینے کی کیا ضرورت ہے۔ آپؒ بلاتکلف فرمائیے میں ہمہ تن گوش ہوں۔"

حضرت ابراہیم ادہمؒ نے فرمایا:

"اے شفیق بلخیؒ! تم نے مجبور و معذور پرندہ بننا پسند کر لیا اور

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

تندرست و توانا پرندہ بننا پسند نہ کیا۔ کیا تم نے یہ فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں پڑھا اور سنا کہ اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر اور افضل ہوتا ہے۔ مومن تو ہمیشہ درجات کی بلندی کی خواہش کرتا ہے۔ پھر آپؒ نے ایسا کیوں کیا؟''

حضرت ابراہیم ادھمؒ کی یہ بات سن کر حضرت شفیق بلخیؒ نے حضرت ابراہیم ادھمؒ کے ہاتھوں کو چوم لیا اور ان کے منہ سے بے اختیار نکلا:

''یا حضرت! آپؒ بلاشک وشبہ میرے اُستادِ محترم ہیں۔ میں آج سے آپؒ کی شاگردی میں آتا ہوں۔ آپؒ مجھے بطور تلمیذ قبول کیجیے اور اجازت دیجیے کہ آپؒ سے سیکھنے کے لیے حاضری دیتا رہوں۔''

حضرت ابراہیم ادھمؒ نے کھلے دل سے حضرت شفیق بلخیؒ کو اس بات کی اجازت دے دی کہ وہ جب اور جس وقت چاہیں حاضر ہو سکتے ہیں۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

بغیر وضو کی نماز!

ایک دفعہ ایک بزرگ کو اشتیاق ہوا کہ یہ دیکھا جائے کہ حضرت ابراہیم ادھمؒ رات کے لمحاتِ راحت آفریں میں کیا کرتے ہیں۔ وہ بزرگ سرشام ہی نماز مغرب کے بعد حضرت ابراہیم ادھمؒ کے پاس حاضر ہو گئے اور عرض کی:

''یا حضرتؒ! میں آج رات آپؒ کے ہاں بطور مہمان گزارنا چاہتا ہوں۔ نماز فجر کے بعد یہاں سے چلا جاؤں گا۔ اگر آپؒ بصد رضا و رغبت اجازت مرحمت فرمائیں تو میں آج کی رات آپؒ کے ہاں ٹھہر جاؤں؟''

حضرت ابراہیم ادھمؒ نے کہا:

''میاں! یہ درویش کا ڈیرہ ہے۔ اس دنیا میں ہر شخص مہمان ہے۔ یہ دنیا تو ہے ہی سرائے کی مانند جہاں مسافر آتے جاتے رہتے ہیں۔ تمہاری اگر یہی خواہش ہے تو مجھے خوشی ہو گی۔ اعتراض کی گنجائش تو بالکل ہے ہی نہیں۔ جتنا وقت اور جتنے دن رات یہاں چاہو آرام و اطمینان کے ساتھ رہ سکتے ہو۔''

حضرت ابراہیم ادھمؒ کی اجازت ملنے پر وہ بزرگ آپؒ کے پاس ہی رک گئے۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

نماز عشاء دونوں نے مل کر ادا کی۔ پھر کچھ دیر ذکر و فکر میں لمحات دل پذیر گزارے۔ اس کے بعد اس بزرگ نے دیکھا کہ حضرت ابراہیم ادھمؒ نے اپنے آپ کو ایک کمبل میں لپیٹا اور بستر پر آرام سے لیٹ گئے۔

وہ بزرگ آپؒ پر تمام تر توجہ مرکوز کیے ہوئے تھا۔ اس نے تمام رات جاگ کر گزاری۔ اس نے دیکھا کہ تمام رات حضرت ابراہیم ادھمؒ نے نہ کوئی کروٹ لی اور نہ ہی کوئی جنبش ان کے جسم میں پیدا ہوئی بلکہ وہ آرام و سکون کے ساتھ لیٹے رہے۔ حتیٰ کہ نماز فجر کا وقت ہو گیا۔ مؤذن نے اللہ اکبر اللہ اکبر کی صدا لگائی اور حی علی الصلوٰۃ کہہ کر نماز کی طرف بلایا۔

مؤذن کی اذان سُن کر حضرت ابراہیم ادھمؒ اُٹھ بیٹھے اور مسجد کی طرف لپکے۔ وہ بزرگ بھی آپؒ کے ساتھ ہو لیئے۔ اس بزرگ نے دیکھا کہ حضرت ابراہیم ادھمؒ نے بغیر وضو کیے نماز میں شمولیت کر لی۔ جب نماز ختم ہوئی اور دونوں حضرات گھر واپس آئے تو اس بزرگ نے حضرت ابراہیم ادھمؒ سے پوچھا:

''یا حضرتؒ! اگر آپؒ محسوس نہ فرمائیں تو کیا میں یہ پوچھ سکتا ہوں کہ تمام رات آپؒ لیٹ کر سوئے رہے آپؒ نے کروٹ تک نہ لی۔ مگر صبح سویرے آپؒ نے وضو کیے بغیر ہی نماز ادا فرمالی۔ آخر اس کی کیا وجہ ہے؟''

حضرت ابراہیم ادھمؒ نے فرمایا:

''میاں! میں تو ساری رات کبھی رب تعالیٰ کی بخشش و عنایت پر غور کر کے جنت کے باغات میں بھاگتا رہا اور کبھی اپنے گناہوں کو یاد کر کے جہنم کے جنگلات میں گھومتا رہا۔ جنت و جہنم کی کش مکش میں بھلا مجھے نیند کیسے آسکتی تھی؟ میں تو تمام رات اسی خوف میں مبتلا رہا کہ رب کائنات میرے ساتھ کیا معاملہ کریں گے!''

Marfat.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

بھوننے کے لیے یہ انگارے انتہائی موزوں اور مناسب معلوم ہوتے ہیں۔"

حضرت ابراہیم ادھمؒ نے یہ بات سُنی تو آپؒ نے فرمایا:

"رب رازق و رزاق ہی تمام مخلوق کو کھلانے پر قادر ہے۔ وہ چاہے گا تو تمہیں گوشت ضرور ملے گا جسے تم بھون کر کھا لینا اور اگر تمہیں گوشت نہ ملا تو اس میں لازمی طور پر رب قادر و قدیر کی کوئی حکمت ہوگی جو ہمارے حق میں بہتر ہوگی۔"

ابھی یہ بات ہو ہی رہی تھی کہ یک لخت ایک شور کی آواز سنائی دی۔ سب اس آواز کی طرف متوجہ ہوئے۔ رفتہ رفتہ وہ آواز قریب سے قریب تر ہوتی گئی۔ اکثر احباب نے پہچان لیا کہ یہ شیر کی آواز ہے جو تیزی سے دوڑتا ہوا ادھر ہی کو چلا آرہا ہے۔ پھر تھوڑی ہی دیر میں سب نے دیکھا کہ ایک شیر ایک اونٹ کا پیچھا کرتے ہوئے اس کو بھگائے لیے آرہا ہے۔ جب وہ شیر حضرت ابراہیم ادھمؒ اور ان کے ساتھیوں کے قریب پہنچا تو وہ یک لخت رُک گیا تاہم اس نے اسی اثناء میں اونٹ کو گرا لیا تھا۔

حضرت ابراہیم ادھمؒ نے اپنے ساتھیوں سے کہا:

"رب رحمٰن و رحیم نے تمہارے دل کی آواز سُن لی اور اسے شرف قبولیت بخشا۔ یہ اونٹ تمہارے لیے ہی بھیجا گیا ہے۔ اسے حلال کرو۔ گوشت بناؤ اور ان انگاروں پر بھون کر کھاؤ۔ رب کائنات جسے چاہتا ہے جب چاہتا ہے اور جس جگہ چاہتا ہے رزق فراہم کر دیتا ہے۔ گوشت کھاؤ اور رب تعالیٰ کا شکر بجالاؤ کہ جس نے تمہیں نعمتوں سے نوازا۔"

حضرت ابراہیم ادھمؒ کا یہ کہنا تھا کہ شیر پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ احباب نے

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

اونٹ ذبح کیا اور اس کا گوشت انگاروں پر بھون کر کھایا اور رب قادر وقدیر کے حضور سجدہ ریز ہوئے کہ جس نے انہیں ایسی صورت حال میں اس عجیب طریقے سے گوشت فراہم کیا۔ بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

مجبور و معذور پرندہ

حضرت ابراہیم ادھمؒ نے جب مکہ معظمہ جانے کا ارادہ کیا تو عزم سفر اس قدر پختہ اور کامل تھا کہ راستے کی کسی تکلیف، رکاوٹ، پریشانی یا تھکاوٹ و بیماری کو خاطر میں نہ لائے۔ کبھی کھانا ملا تو کھالیا ورنہ فاقوں پر ہی گزارا کر لیا مگر زبان پر الحمدللہ اور سبحان اللہ کا ورد جاری رہا۔ ہمہ قسم کی تکالیف برداشت کرتے ہوئے اس شہر عظیم میں پہنچے جہاں پر رب دو جہاں کا گھر ہے۔ جسے خانہ کعبہ کہتے ہیں۔ وہاں آپؒ نے بیت اللہ کی زیارت کی اور طواف کیا تو سفر کی تمام صعوبتوں کا پھل مل گیا۔ آنکھوں کو ٹھنڈک اور دل کو سرور ملا۔ ذکر و فکر میں مصروف ہو گئے اور عبادت و ریاضت اوڑھنا بچھونا بنا لیا۔

ایک دن حضرت ابراہیم ادھمؒ کی ملاقات مشہور بزرگ حضرت شفیق بلخیؒ سے مکہ مکرمہ میں ہوئی۔ دونوں نے ایک دوسرے کو پہچانا اور سلام و دعا کے بعد گفتگو شروع ہوئی تو باتوں باتوں میں حضرت ابراہیم ادھمؒ نے حضرت شفیق بلخیؒ سے پوچھا:

''حضرت! یہ بتایئے کہ آپ کو یہ بلند مرتبہ کس طرح حاصل ہوا؟''

حضرت شفیق بلخیؒ نے کہا:

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

''جناب عالی! رہنے دیجیے۔ آپ پوچھ کر کیا کریں گے۔ یہ ناز و نیاز کی باتیں ہیں۔ ان کو یوں بیان کرنا مجھے قدرے ہچکچاہٹ محسوس ہوتی ہے۔''

مگر جب حضرت ابراہیم ادھمؒ کا اصرار بڑھا تو حضرت شقیق بلخیؒ نے حضرت ابراہیم ادھمؒ کو بتایا کہ:

''ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میں ایک بیابان سے گزر رہا تھا جہاں بندہ نہ بندے کی ذات۔ چاروں جانب سناٹا ہی سناٹا۔ کوئی ذی روح نظر نہیں آتا تھا۔ انسان تو دور کی بات حیوان بھی وہاں کوئی موجود نہ تھا۔ اچانک راستے میں میری نظر ایک پرندہ پر پڑی۔ میں نے دیکھا کہ وہ پرندہ معذور ہے۔ اس کے دونوں بازو ٹوٹے ہوئے ہیں اور وہ بے سدھ پڑا ہے۔''

''میں وہاں رک گیا۔ محض یہ دیکھنے کے لیے کہ اس پرندے کو رب رازق و رزاق کس طرح رزق پہنچاتا ہے۔ میں رب کی ربوبیت کا مظاہرہ کھلی آنکھوں سے دیکھنا چاہتا تھا۔ میں نے خیال کیا کہ اس سے زیادہ مناسب موقع اور کون سا ہو سکتا ہے۔ خدا معلوم یہ موقع پھر کبھی میسر آئے یا نہ آئے۔ چنانچہ میں تھوڑے سے فاصلے پر ایک پتھر پر بیٹھ گیا۔ وہاں سے وہ پرندہ مجھے صاف نظر آ رہا تھا۔ میں اسے غور سے دیکھتا رہا۔''

''ابھی تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ میں نے دیکھا کہ وہاں پر ایک اور پرندہ اڑتے اڑتے پہنچا۔ اس کی چونچ میں ایک ٹڈی تھی۔ اس نے اپنی پرواز ختم کی اور نیچے اُتر کر اس

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

فقیروں کا فقیر!

ایک دفعہ حضرت ابراہیم ادھمؒ کو کسی نے بطور نذرانہ 1000 درہم پیش کیے اور عرض کی:

یا حضرت! آپؒ انہیں قبول فرما لیجیے۔ اگرچہ یہ حقیقت ہے کہ آپؒ کسی سے نذرانہ قبول نہیں فرماتے تاہم میری التجا ہے کہ آپؒ یہ ضرور قبول فرمائیے گا۔ اس سے مجھے خوشی ہو گی۔''

حضرت ابراہیم ادھمؒ نے اس سے پوچھا:

''یہ بتاؤ کہ تمہارے پاس کتنی دولت ہے؟''

اس نے کہا:

''اس قدر ہے کہ جس کا شمار کرنا مشکل ہے۔''

آپؒ نے پھر اس سے پوچھا:

''سچ سچ بتاؤ کہ کیا تمہیں مزید دولت کی خواہش ہے یا نہیں؟''

اس نے کہا:

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

''اگر سچ پوچھتے ہو تو مجھے مزید دولت حاصل کرنے کی خواہش ہے اور میرا پیٹ ابھی تک بھی نہیں بھرا حالانکہ میں بے پناہ مال و دولت کا مالک ہوں۔ خدائے بزرگ و برتر کا مجھ پر بہت فضل و کرم ہے لیکن پھر بھی لالچ و آرزو اور خواہش و تمنا کا دروازہ ابھی بند نہیں ہوا۔ مزید سے مزید کے حصول کی جستجو کرتا رہتا ہوں۔''

حضرت ابراہیم ادھمؒ نے فرمایا:

''اے شخص! اپنی رقم فوری طور پر یہاں سے اُٹھالے اور دوڑ جا کیونکہ تو فقیروں کا سردار ہے تجھے تو خود رقم کی ضرورت ہے تُو دوسروں کو کیا دے گا۔ پہلے اپنی ہوس تو پوری کر، پھر کسی اور کو دینے کے لیے سوچنا۔''

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

تین دن کا مہمان!

ایک دفعہ حضرت ابراہیم ادھمؒ کے پاس کچھ لوگ بیٹھے ہوئے تھے اور عبادت و ریاضت کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی ۔ دوران گفتگو کسی نے حضرت ابراہیم ادھمؒ کو بتایا:

"یا حضرتؒ! فلاں جگہ ایک نوجوان رہتا ہے جو صاحب و جدوعرفان ہے اور ہمہ وقت عبادت و ریاضت میں مشغول رہتا ہے۔ یادالٰہی اور ذکر وفکر ہی اس کی زندگی کا مرکز و محور ہے۔ اس جیسا نوجوان ہماری نظر سے آج تک نہیں گزرا۔"

حضرت ابراہیم ادھمؒ نے اس نوجوان کی ازحد تعریف و توصیف سُنی اور اس کے زہدوتقویٰ کا ذکر ہوا تو آپؒ کو شوق ہوا کہ اس نوجوان سے ضرور ملاقات کی جائے ۔ چنانچہ آپؒ نے رخت سفر باندھا اور اس نوجوان کے ہاں تشریف لے گئے ۔ وہاں پہنچ کر آپؒ نے اس نوجوان کو سلام کیا۔ اس نے جوابی سلام کیا۔ پھر آپؒ نے اس سے کہا:

"اگر آپ مناسب سمجھیں تو مجھے محض 3 یوم کے لیے اپنا مہمان بنالیں۔ اس کے بعد میں آپ سے رخصت چاہوں گا۔"

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

اس نوجوان نے حضرت ابراہیم ادھمؒ سے کہا:

''رزق دینے والی خدا کی ذات ہے۔آپ میرے پاس جتنے دن چاہیں رہ سکتے ہیں ۔ میری طرف سے کوئی رکاوٹ نہیں۔''

حضرت ابراہیم ادھمؒ نے مسلسل 3 یوم اس نوجوان کے ہمرکاب لمحہ لمحہ گزارے اور آپؒ نے محسوس کیا کہ اس نوجوان کی جتنی تعریف سُنی تھی وہ اس سے کہیں زیادہ بہتر ثابت ہوا ہے۔لیکن پھر آپؒ کو یکا یک خیال آیا کہ کہیں یہ شیطان لعین کے کسی فریب میں تو مبتلا نہیں ہے اس لیے یہ دیکھنا چاہیے کہ یہ نوجوان رزق حلال استعمال کرتا ہے یا نہیں۔

چنانچہ آپؒ نے اس کی چھان بین کی تو آپؒ کو یہ معلوم کر کے حیرت ہوئی کہ اس کی روزی تو حلال کی نہیں ہے۔حضرت ابراہیم ادھمؒ کو اس صورت حال اور اس حقیقت کے انکشاف پر بہت دکھ ہوا۔آپؒ نے اس کا حل یہ تلاش کیا کہ آپؒ نے اس نوجوان سے کہا:

''میاں! تین دن ہم تمہارے مہمان رہے ہیں۔اب تین یوم تم ہمارے مہمان بن کر رہو۔ یہ ہماری خواہش اور آرزو ہے اور ہمیں یقین ہے کہ تم ہماری خواہش کی لاج ضرور رکھو گے۔''

اس نوجوان نے کہا:

''بسر وچشم! آپؒ کی دعوت تو میرے لیے باعث اعزاز اور وجہ افتخار ہے۔ میں پہلی فرصت میں ہی اس دعوت کو قبول کرتا ہوں۔''

Marfat.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

خون آلود لاشیں

حضرت ابراہیم ادھمؒ نے جب شاہی مشاغل کو خیر باد کہہ کر رب تعالیٰ کے ذکر وفکر میں زندگی گزارنا شروع کی تو آپؒ نے گوشہ نشینی اختیار کر لی۔ آپؒ کے توکل علی اللہ کا یہ عالم تھا کہ لوگوں سے الگ تھلگ رہ کر عبادت الٰہی میں محو و مستغرق رہتے تھے اور کبھی کسی کے پاس نہیں جاتے تھے۔ اگر کوئی آپؒ کے پاس آجاتا تھا تو اس کی خاطر تواضع میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھتے تھے لیکن کبھی کسی کے سامنے دست سوال دراز نہیں کیا اور نہ ہی اپنی خودی و خودداری کو ٹھیس لگنے دی۔

حضرت ابراہیم ادھمؒ نے ایک دفعہ حج کرنے کا رادہ کیا تو یہ نیت کی کہ لوگ تو اپنے قدموں سے چل کر بیت اللہ کی زیارت و طواف کے لیے جاتے ہیں میں اپنی آنکھوں کے بل چل کر رب کائنات کی بارگاہ میں حاضری دوں گا۔ آپؒ نے اس نیت پر عمل درآمد اس طرح کیا کہ ہر قدم پر دو رکعت نماز نفل پڑھتے ہوئے آگے بڑھتے جاتے۔ یوں آپؒ کو ایک عرصہ گزر گیا اور ابھی تک خانہ کعبہ نہیں پہنچے تھے۔

آپؒ اسی طرح حج کا سفر کرتے ہوئے ایک جنگل میں پہنچے۔ وہاں آپؒ نے ایک عجیب صورت حال دیکھی۔ آپؒ نے دیکھا کہ 70 نقاب پوش اشخاص کی خون آلود لاشیں زمین پر پڑی ہوئی ہیں اور ان سب کے سر تن سے جدا ہیں تاہم ان میں ایک شخص

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

ایسا بھی تھا کہ جس میں زندگی کی رمق ابھی باقی تھی۔ وہ اکھڑی اکھڑی سانسیں لے رہا تھا اور قریب المرگ تھا۔ آپؒ نے اس شخص کی طرف دیکھا ہی تھا کہ اس شخص نے خود ہی آواز دی:

> ''اے ابراہیمؒ! ہم لوگوں کا حال بھی سُن لے۔ ہم 70 اشخاص ایسے ہیں جو صوفی کہلاتے تھے۔ ہم زہد و عبادت میں مشہور تھے۔ ہم نے سفر شروع کیا تو یہ عہد کیا کہ راستے میں کسی سے گفتگو نہیں کریں گے تاہم جب ہم اس جنگل میں پہنچے تو ہم کسی سے گفتگو کے روادار نہیں تھے محض ذکر الٰہی اور عبادت و ریاضت میں مصروف تھے۔''

ہوا توں کہ اچانک ہماری ملاقات حضرت خضر علیہ السلام سے ہوگئی جو اس جنگل میں تشریف فرماتے تھے۔ ہم نے اگرچہ رب تعالیٰ سے عہد کیا تھا کہ سوائے اس کے ذکر و فکر کے کسی سے گفتگو نہیں کریں گے تاہم جب ہم نے حضرت خضر علیہ السلام کو دیکھا تو ہم سے رہا نہ گیا اور ہم نے سوچا کہ پھر ایسا موقع ملے یا نہ ملے ہم نے حضرت خضر علیہ السلام سے گفتگو شروع کر دی اور ان کے ساتھ بات چیت میں اس قدر محو ہوئے کہ اپنا تمام وعدہ اور عہد بھول گئے۔

ہماری گفتگو جاری تھی کہ اچانک ایک غیبی آواز آئی:

> ''اے عہد شکن مدعیو! کیا تم نے ہم سے یہی عہد کیا تھا کہ سوائے ذکر الٰہی کے کسی سے گفتگو نہیں کریں گے۔ افسوس کہ تم نے اپنے عہد کو بھلا دیا۔ تمہارا وہ عہد کدھر گیا اور پھر تم مسلسل گفتگو میں مصروف ہو گئے۔ اے عہد شکنو! اپنی عہد شکنی کا مزا چکھو۔''

پھر ہم نے دیکھا کہ ایک تیز دھار تلوار ہوا میں [illegible]

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

سر کاٹ کر انہیں موت کے گھاٹ اُتار دیا۔ اے ابراہیم! جو کوئی توکل علی اللہ کی راہ کا مسافر بنتا ہے اسے چاہیے کہ وہ اپنے عہد کو نہ توڑے اور نہ ہی اپنے وعدہ کو فراموش کرے تاکہ اس کا انجام ہماری طرح باعث عبرت نہ ہو۔

اس نقاب پوش نے اکھڑی سانسوں کے ساتھ یہ تمام ماجرا بیان کیا اور پھر اس نے ایک ہچکی لی اور وہ بھی اللہ کو پیارا ہو گیا۔

حضرت ابراہیم ادھمؒ کو حیرانی بھی ہوئی اور پریشانی بھی۔ آپؒ اسی عالم حیرت واستعجاب میں تھے کہ آپؒ نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو آپؒ کو کھلی آنکھوں سے نظر آیا کہ حضرت رابعہ بصریؒ تشریف فرما ہیں اور خود خانہ کعبہ ان کے گرد چکر لگا رہا ہے۔ حضرت ابراہیم ادھمؒ کی حیرت میں مزید اضافہ ہو گیا۔ آپؒ نے بلند آواز سے کہا:

''اے رابعہ بصریؒ! یہ سب کیا ہے؟''

حضرت رابعہ بصریؒ نے کہا:

''اے ابراہیم! پوچھنا تو مجھے چاہیے تھا کہ یہ سب کیا ہے کیونکہ اک عالم میں دھوم مچی ہے کہ ابراہیم چودہ برسوں سے آنکھوں کو قدم بنا کر خانہ کعبہ کی زیارت کے لیے محوسفر ہے اور ابھی تک خانہ کعبہ کی زیارت سے فیض یاب نہیں ہوا۔''

حضرت ابراہیم ادھمؒ نے حضرت رابعہ بصریؒ سے پوچھا:

''آخر اس کی وجہ کیا ہے کہ میں خانہ کعبہ کی زیارت کے لیے بے تاب ہو کر اپنی آنکھوں کے بل چل کر جا رہا ہوں مگر ابھی تک زیارت سے محروم ہوں جب کہ خانہ کعبہ خود تمہارے گرد چکر لگا رہا ہے؟''

حضرت رابعہ بصریؒ نے فرمایا:

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

''اے ابراہیم! دراصل اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کو خانہ کعبہ دیکھنے کی خواہش ہے جب کہ مجھے خانہ کعبہ کے مالک کو دیکھنے کی آرزو ہے۔ اس لیے جس شخص کو مالک کو دیکھنے کی آرزو ہوتی ہے تو وہ گھر میں بیٹھ کر بھی دیکھ لیتا ہے اس لیے کہ گھر تو گھر کے مالک کے پاس ہی ہوتا ہے۔''

Marfat.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

چنانچہ حضرت ابراہیم ادھمؒ اسے اپنے ہمراہ اپنے گھر لے آئے۔ اس دوران آپؒ نے اس کو اپنے ساتھ کھانا کھلایا جس کے بعد اس کی پہلی سی حالت نہ رہی بلکہ اس کی تمام تر باطنی کیفیت ہی بدل کر رہ گئی۔

اس نے آپؒ سے پوچھا:

''یہ آپؒ نے کیا کر دیا ہے۔ میری تو حالت سرے سے ہی تبدیل ہوگئی ہے۔''

آپؒ نے فرمایا:

''دراصل تیری عبادت و ریاضت کے باوجود تجھے رزق حلال حاصل نہ ہونے کے باعث تجھ پر ابلیس اپنی گرفت کیے ہوئے تھا۔ اب میرے یہاں کے رزق حلال نے تمہاری باطنی حالت کو تبدیل کر کے رکھ دیا ہے اور اب تجھے معلوم ہو جانا چاہیے کہ تمام تر عبادت و ریاضت کے اخلاص کا انحصار صرف اور صرف رزقِ حلال پر ہی ہے۔ اس لیے میری یہ نصیحت ہے کہ ہمیشہ رزق حلال ہی سے اپنے دامن کو بھرا ہوا رکھو کیونکہ رزق حرام تمام تر عبادات کو دیمک کی طرح چاٹ جاتا ہے۔''

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

تمام جائیداد تمہارے حوالے!

ایک دفعہ حضرت ابراہیم ادھمؒ کو ایک یوم کھانا نصیب نہ ہوا تو آپؒ نے بارگاہ رب العزت میں شکرانے کی 400 رکعتیں ادا کیں اور جب اسی طرح 7 یوم گزر گئے اور آپؒ کو کھانے کو کچھ نہ ملا جب کہ آپؒ شکرانے کی 400 رکعتیں بھی ادا کرتے رہے تو ضعف وکمزوری میں اضافہ ہوگیا۔

اب آپؒ نے رب قادر وقدیر سے بھوک کا اظہار کیا اور نعمت خداوندی کے طالب ہوئے۔ اِدھر آپؒ کا اظہار کرنا تھا کہ اُدھر ایک شخص حاضر ہوا جس نے آپؒ کو کھانے کی دعوت دی۔ آپؒ نے اس دعوت کو قبول فرما لیا۔ وہ نوجوان آپؒ کو اپنے مکان پر لے گیا اور آپؒ کی خوب خاطر تواضع کی۔ جب اس نے آپؒ سے گفتگو کی تو آپؒ کے لہجے، بول چال اور وقار ونفاست سے اس نے آپؒ کو پہچان لیا۔ وہ فوری طور پر آپؒ کے قدموں پر گر گیا اور کہنے لگا:

"یا حضرت! آپؒ تو بادشاہ ابراہیم ادھمؒ ہیں۔ میں آپؒ کا ادنیٰ غلام رہا ہوں اور یہ سب کچھ آپؒ ہی کا عنایت کردہ ہے۔ میری تمام املاک آپؒ ہی کی ملکیت ہیں۔ آپؒ چاہیں تو

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

اپنی املاک واپس لے سکتے ہیں۔"

آپؒ نے یہ سُنا تو آپؒ نے فرمایا:

"آج سے میں تمہیں آزاد کر کے یہ تمام جائیداد تمہارے حوالے کرتا ہوں لیکن تم اس کا ذکر کسی سے نہ کرنا اور نہ یہ بتانا کہ میں فلاں جگہ رہتا ہوں۔"

اس غلام سے یہ وعدہ لے کر جب آپؒ اپنے گھر پہنچے تو آپؒ نے خدا کے حضور التجا کے لیے ہاتھ بلند کیے اور فرمایا:

"اے رب قادر و قدیر! اب میں کبھی بھوک کا اظہار نہیں کروں گا کیونکہ روٹی کے ایک ٹکڑے کی طلب پر مجھے لاکھوں کی جائیداد پیش کر دی گئی۔ اے میرے مالک! میں تجھ سے عہد کرتا ہوں کہ دوبارہ ایسا نہیں کروں گا۔"

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

دروازہ بار بار کھل جاتا!

حضرت ابراہیم ادھمؒ اپنے عقیدت مندوں اور ارادت مندوں کا ہر طور خیال اور احترام کرتے تھے۔ ان کی تکلیف اور پریشانی میں پریشان ہو جاتے تھے اور ان کی خوشی میں از حد خوشی و مسرت کا اظہار فرماتے تھے۔ خدمت خلق آپؒ کی زندگی کا اوڑھنا بچھونا تھا۔ دوسروں کی مدد کر کے جو خوشی و راحت آپؒ کو ملتی تھی وہ یقیناً دو جہاں کی دولت اور ثروت حاصل کر کے بھی نہ ملتی ہو کیونکہ آپؒ تو مرد قلندر او رمرد درویش تھے۔ آپؒ کے سامنے دنیاوی دولت اور جاہ وحشمت کی کیا حیثیت تھی۔ اس کی حیثیت ہوتی تو سلطنت کو اور بادشاہی کو ٹھوکر مار کر صحراؤں اور ریگستانوں کی خاک کیوں چھانتے۔

ایک دفعہ آپؒ اپنے ارادت مندوں کے ہمرکاب ایک مسجد میں قیام پذیر تھے۔ رات کا وقت تھا۔ اچانک آسمان پر گھرے سیاہ بادل اُمڈ اُمڈ کر آئے۔ پھر تند و تیز اور بلا خیز ہوائیں چلنے لگیں۔ سردی اس قدر بڑھ گئی کہ دانت بجنے لگے۔ رگوں میں لہو جمنے لگا۔ اس صورت حال میں مسجد کا دروازہ بار بار کھل جاتا تھا اور یخ بستہ ہوائیں مسجد کے اندر داخل ہو کر آپؒ کے عقیدت مندوں کے لیے اذیت کا باعث بن رہی تھیں چنانچہ آپؒ مسجد کا دروازہ روک کر کھڑے ہو گئے۔

عقیدت مندوں نے کہا:

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

''حضرت! یہ آپؒ مسجد کے دروازہ میں کیوں کھڑے ہیں؟ اس سے تو آپؒ پر سردی کا حملہ ہو جائے گا اور آپؒ بیمار پڑ جائیں گے۔''

اس پر آپؒ نے فرمایا:

''میں تمہیں اذیت سے بچانے کے لیے کھڑا ہو گیا ہوں تا کہ تم لوگ سرد ہواؤں سے محفوظ و مامون رہ سکو۔''

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

وہی فرشتہ پھر آیا!

ایک دفعہ حضرت ابراہیم ادھمؒ نے خواب میں دیکھا کہ آپؒ کا پورا کمرہ روشنی سے منور و مزین ہو گیا ہے۔ آپؒ نے دیکھا کہ اس روشنی میں ایک فرشتہ بغل میں ایک نورانی کتاب لیے ہوئے ہے۔ آپؒ نے اس سے پوچھا:

''اس کتاب میں کیا لکھا ہے؟''

فرشتے نے کہا:

''جناب عالی! اس کتاب میں ان افراد کے نام درج ہیں جو لوگ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں۔''

حضرت ابراہیم ادھمؒ نے اس فرشتے سے پوچھا:

''کیا میرا نام بھی اس کتاب کی فہرست میں کہیں موجود ہے؟''

اس فرشتے نے کتاب کھولی اور اس کا ورق ورق اور صفحہ در صفحہ چھان مارا مگر حضرت ابراہیم ادھمؒ کا نام کہیں نہ ملا۔ اس پر حضرت ابراہیم ادھمؒ نے اس فرشتے سے کہا:

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

''میرا نام اس فہرست میں لکھ لو جو خدا کے بندوں سے پیار کرتے ہیں ان کے کام آتے ہیں اور ان کے دکھ سکھ میں ان کے ساتھی ہوتے ہیں۔''

فرشتے نے نام لکھا اور غائب ہو گیا۔

اگلی رات وہی فرشتہ پھر آیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک سنہری کتاب تھی۔ حضرت ابراہیم ادھمؒ کے کمرے میں چہار جانب روشنی پھیل گئی۔ آپؒ نے اس فرشتے سے دریافت کیا کہ:

''اس کتاب میں کیا درج ہے؟''

اس فرشتے نے بتایا کہ:

''اس کتاب میں ان افراد کے نام درج ہیں جن سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے۔''

حضرت ابراہیم ادھمؒ نے پوچھا:

''کیا اس کتاب میں میرا نام بھی ہے؟''

اس فرشتے نے کتاب کھولی تو اس کو ورق گردانی کی ضرورت نہ پڑی۔ اس نے کتاب کھولتے ہی کہا:

''آپؒ کا نام اس کتاب میں ان لوگوں کی فہرست میں سب سے پہلے نمبر پر ہے جن سے رب رحمٰن ورحیم خود محبت کرتا ہے اور اس کی وجہ یہی ہے کہ آپؒ رب قادر وقدیر کی مخلوق سے محبت کرتے ہیں۔ اور جو شخص رب تعالیٰ کی مخلوق سے محبت کرے اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرتا ہے۔''

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

دشمن کیا دیکھتا ہے؟

ایک شخص برسوں حضرت ابراہیم ادھمؒ کی صحبت اور مجلس میں رہا۔ جب اس نے واپسی کا ارادہ کیا تو اس نے عرض کی:

''یا حضرت! اگر آپؒ نے میرے اندر کوئی خامی یا بُرائی دیکھی ہو تو اس سے مجھے مطلع فرمائیں تاکہ میں اپنی اصلاح کر سکوں۔''

آپؒ نے فرمایا:

''میاں! رب کعبہ تمہیں سلامت رکھے اور ہر بلا سے محفوظ رکھے۔ میں نے ہمیشہ تمہیں محبت و شفقت کی نظر سے دیکھا ہے۔ عیب تو صرف دشمن دیکھتا ہے۔ دوست تو اچھائیوں پر نظر رکھتا ہے۔ اس لیے میں سوائے تمہاری خوبیوں کے اور کچھ نہیں جانتا۔''

ایک مرتبہ آپؒ خط بنوانے کے لیے حجام کے پاس تشریف لے گئے۔ وہاں پر موجود ایک شخص نے آپؒ کو مشورہ دیا کہ:

Marfat.com

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

''یا حضرت! حجام کو کچھ معاوضہ دے دیجیے گا۔''

چنانچہ حضرت ابراہیم ادھمؒ نے ایک تھیلی اس حجام کو دے دی۔ اسی وقت حسن اتفاق دیکھیے کہ ایک سائل آ گیا۔ حجام نے وہ تھیلی اسے دے دی۔ یہ دیکھ کر آپؒ نے حجام سے کہا:

''میاں! یہ تم نے کیا کیا! اس تھیلی میں تو سونا اور اشرفیاں بھری ہوئی تھیں۔''

حجام نے کہا:

''جناب! اس بات کا علم مجھے بھی ہے لیکن میں یہ بھی جانتا ہوں کہ انسان دل سے غنی ہوتا ہے نہ کہ دولت اور مال وزر سے، تاہم آپ اتنا ضرور یاد رکھیے کہ میں نے جس کی راہ میں یہ تھیلی دی ہے اس سے آپ ناواقف ہیں۔''

یہ سن کر حضرت ابراہیم ادھمؒ کو ازحد ندامت ہوئی اور آپؒ نے اپنے دل میں کہا:

''اے ابراہیم! جیسا تُو نے کیا ویسی ہی سزا تجھے مل گئی۔''

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

آخر تمہیں کیا ملا؟

دریا کی زندگی موجوں کے دم قدم سے ہے۔ موجوں کی اٹھکیلیوں ہی سے دریا رواں دواں رہتا ہے۔ موجیں اپنی اچھل کود بند کر دیں تو دریا محض ایک جامد و ساکت پانی کے تالاب کی شکل اختیار کر لیتا ہے جس کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہوتی۔ دریا اپنی طغیانی اور موج در موج پانی کی فراوانی سے قائم و دائم رہتا ہے۔ دراصل تحرک و تموج ہی زندگی کا دوسرا نام ہے۔

دریا کا نظارہ مردان درویش کے لیے اکثر اوقات ان کے ذکر و فکر اور عبادت و ریاضت کے لیے عمل انگیز کا کام دیتا ہے۔ وہ دریا کے کنارے بیٹھ کر قدرت خداوندی سے لطف اندوز بھی ہوتے ہیں اور تنہائی کے لحات دل پذیر میں رب قادر و قدیر کی تسبیح و تحمید میں بھی محو و مستغرق رہتے ہیں۔ حضرت موسیٰ کلیم اللہ اور حضرت خضر علیہ السلام کی یادگار ملاقات بھی دریا کے کنارے ہی ہوئی تھی جبکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے بعد اُن کی والدہ ماجدہ نے ایک صندوق میں بند کر کے دریا کی موجوں ہی کے حوالے کر دیا تھا۔ دریا چاہے تو مسافروں کو منزل مقصود پر پہنچا دے اور اگر چاہے تو اپنے بیچوں بیچ عین منجدھار میں کشتی غرق کر دے۔ یہ سب قدرت کا کھیل ہے اور ان باتوں کا علم صرف وہی ذات جانتی ہے جو حیات و ممات کی مالک ہے۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

حضرت ابراہیم ادھمؒ بھی اکثر دریا کے کنارے ہی یادِ الٰہی میں مصروف و مگن رہتے تھے۔ دریا کے شفاف پانی سے وضو فرماتے اور ذکر و فکر میں مشغول ہو جاتے۔ آپؒ نے ایک عرصہ دریائے دجلہ کے ساحل پر گزارا۔ دنیا کے بکھیڑوں سے دُور آخرت کی دھن میں مگن ہر لحظہ، ہر لمحہ یادِ خدا میں گزارتے تھے۔ کچھ میسر آ جاتا تو نوش جان فرما لیتے تاکہ جسم و روح کا رشتہ برقرار رہے۔ کچھ کھانے کو نہ ملتا تو پانی ہی پر گزارہ فرما لیتے کیونکہ وہ تو وافر مقدار میں موجود ہوتا تھا۔

ایک دفعہ آپؒ دریائے دجلہ کے کنارے بیٹھے اپنی گدڑی کے پھٹے ہوئے حصوں کی سوئی دھاگے کے ساتھ سلائی کر رہے تھے۔ آپؒ نے جب سے تخت و تاج چھوڑا تھا اور درویشی اختیار کر لی تھی تو تب سے آپؒ نے لباس بھی انتہائی سادہ بلکہ غلاموں والا پہننا شروع کر دیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپؒ اپنے آپ کو مخلوقِ خدا کا ادنیٰ غلام سمجھتے تھے اور فلاحِ عامہ کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔

آپؒ اپنی گدڑی سینے میں مگن تھے کہ ایک شخص کا وہاں سے گزر ہوا۔ وہ دورِ بادشاہی میں آپؒ کا دوست اور ساتھی رہا تھا۔ اُس نے فوراً ہی آپؒ کو پہچان لیا۔ وہ آپؒ کے قریب آیا اور سلام کیا۔ آپؒ نے اس کے سلام کا انتہائی عاجزی و انکساری کے ساتھ جواب دیا۔ آپؒ نے بھی یہ جان لیا کہ یہ میرا فلاں دوست ہے۔

اُس نے سب سے پہلا سوال آپؒ سے یہی کیا:

> ''اے ابراہیم ادھمؒ! تم نے تاج و تخت، حکومت، سلطنت اور شاہانہ جاہ و جلال کو چھوڑ کر آخر کیا حاصل کیا؟ کیا تم نے اپنی حالت پر کبھی غور کیا ہے؟ میں تو یہ سمجھا تھا کہ شاید تم بہت اچھی حالت میں ہو گے مگر یہاں تو معاملہ ہی بالکل برعکس ہے آخر تمہیں کیا ملا؟''

حضرت ابراہیم ادھمؒ نے اپنے سابقہ ساتھی کی جب یہ باتیں سنیں تو آپؒ نے اُسے فوری

Marfat.com

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

طور پر کوئی جواب دینے کی بجائے وہ سوئی کہ جس سے گدڑی سی رہے تھے دریا میں پھینک دی۔ آپؒ کا پرانا دوست حیران ہوا کہ یہ آپؒ نے کیا کیا؟ پھر اُس کی حیرت میں مزید اضافہ اُس وقت ہوا جب اُس نے دیکھا کہ دریا میں یکا یک ہل چل سی پیدا ہوئی بے شمار مچھلیوں کے آپس میں ٹکرانے کی آوازیں آئیں اور پھر اُس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں جب اُس کی نظر کے سامنے سینکڑوں مچھلیاں ایک ایک سونے کی سوئی منہ میں دبائے بیک وقت نمودار ہوئیں تا کہ حضرت ابراہیم ادھمؒ جتنی سوئیاں چاہیں لے لیں اور وہ بھی سونے جیسی قیمتی دھات کی بنی ہوئی۔ مگر حضرت ابراہیم ادھمؒ نے فرمایا:

''مجھے تو صرف اپنی سوئی درکار ہے۔ سونے کی سوئیوں سے
میرا کیا سروکار؟''

اس پر ایک مچھلی آپؒ ہی کی سوئی لے آئی۔ آپؒ نے وہ لے لی اور اپنے سابقہ دوست سے کہا:

''حکومت اور جاہ وحشمت چھوڑنے کے بعد یہی کچھ حاصل
ہوا جسے تم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے۔''

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

کنواں اگلے موڑ پر

ایک دفعہ حضرت ابراہیم ادھمؒ دورانِ سفر ایک ایسی جگہ پہنچے جہاں دُور دُور تک انہیں پانی کا نام ونشان نظر نہیں آ رہا تھا۔ خال خال آبادی بھی تھی مگر قریب ہی کوئی مسجد، رہٹ یا کنواں دکھائی نہیں دیتا تھا۔ آپؒ نے چاہا کہ وضو کر کے نماز کی ادائیگی کی جائے مگر پانی کہاں سے آئے جبکہ آپؒ کا یہ خیال تھا کہ اگر آبادی ہے تو پانی بھی ضرور دستیاب ہوگا۔ پانی کے لئے آپؒ کسی کا دروازہ بھی نہیں کھٹکھٹانا چاہتے تھے تاکہ خواہ مخواہ کسی کا زیرِ بارِ احسان نہ ہوا جائے۔ آپؒ چاہتے تھے کہ خودی وخودداری بھی قائم رہے اور وضو کے لئے پانی بھی مل جائے۔

آپؒ یہی سوچ ہی رہے تھے کہ آپؒ نے دُور سے ایک شخص کو آتے دیکھا۔ جب وہ قریب آیا تو آپؒ نے اس سے پوچھا "میاں! کیا تم یہیں کے رہنے والے ہو؟" اُس نے اثبات میں جواب دیا تو آپؒ نے اُس سے دریافت فرمایا: "کیا یہاں قریب میں کوئی مسجد یا کنواں ہے؟" اُس نے کہا: "اگلے ہی موڑ پر ایک کنواں موجود ہے۔"

حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ تیز تیز قدموں کے ساتھ اگلے موڑ پر پہنچے تو کنواں سامنے تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وضو کی

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

خاطر پانی حاصل کرنے کے لئے جیسے ہی ڈول کنوئیں میں ڈالا تو وہ سونے کی اشرفیوں سے بھرا ہوا نکلا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وہ ڈول دوبارہ کنوئیں میں انڈیل دیا اور پھر سے پانی کے حصول کے لئے ڈول کنوئیں میں ڈالا۔ اب کی بار اُس ڈول میں چاندی کے سکے لبالب بھرے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وہ ڈول بھی واپس انڈیل دیا۔

تیسری مرتبہ اُس ڈول میں انتہائی قیمتی موتی برآمد ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سخت تعجب بھی ہوا اور پریشانی بھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے رب رحمٰن و رحیم کے حضور دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے اور عرض کی۔

> ''اے میرے مالک! مجھے دنیا کی طمع و لالچ نہیں ہے۔ اگر مجھے دنیاوی منفعت عزیز ہوتی تو میں تاج و تخت اور زر و جواہر کے انبار چھوڑ کر در در مارا مارا کیوں پھرتا! مجھے تو اے رب رحمٰن و رحیم! صرف اور صرف تیری تلاش ہے۔ میں تیری ہی خوشی و خوشنودی چاہتا ہوں لیکن یہ دنیا ہے کہ پھر بھی میرا پیچھا نہیں چھوڑتی۔ یااللہ! میں تو پانی چاہتا ہوں۔ وہ پاک صاف پانی جس سے وضو کر کے تیری بارگاہ میں سجدہ ریز ہوسکوں۔''

اس دعا کے بعد جب حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے کنوئیں میں ڈول ڈالا تو وہ پانی سے بھرا ہوا نکلا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے وضو بھی کیا اور خشک ہونٹوں کو تر بھی کیا۔ اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے نماز ادا کی اور رب کائنات کا شکر بجا لائے کہ جس نے انہیں زر و دولت کی محبت سے محفوظ و مامون رکھا۔ دراصل یہ رب کے برگزیدہ بندوں کی آزمائش اور امتحان ہوتے ہیں تاکہ وہ ان میں سرخرو ہوں تو رب تعالیٰ اُن کے درجات ارفع و اعلیٰ تر کرے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں :

درخت سے ندا آئی

حضرت محمد مبارک صوفی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ

''ایک دفعہ حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ کے ہمرکاب میں بھی بیت المقدس کی جانب سفر میں تھا۔ ہم اپنی منزل کی جانب رواں دواں تھے۔ جب تھک جاتے تو کسی جگہ آرام کر لیتے اور پھر سفر جاری رہتا۔ اتنے میں ایک جگہ پر ظہر کی نماز کا وقت ہو گیا۔ ہم نے قریب ہی ایک انار کے درخت کے سائے تلے نماز ظہر ادا کی۔

ابھی ہم نماز سے فارغ ہوئے ہی تھے کہ درخت سے ندا آئی:

''یا ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ! میرا پھل کھا کر مجھے عزت افزائی کا موقع دو۔ رب العزت تمہارے درجات بلند کرے گا۔''

اس آواز پر حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے اُس درخت سے دو انار توڑے۔ ایک انار مجھے دیا اور ایک توڑ کر خود کھایا۔

Marfat.com

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

اُس وقت وہ درخت چھوٹا بھی تھا اور اُس کے انار ترش بھی تھے۔ اس لئے لوگ اُس کے انار نہیں توڑتے تھے مگر جب ہم بیت المقدس سے واپس ہوئے تو اسی درخت کے پاس پھر رُکے۔

ہم نے دیکھا کہ اب وہ انار کا درخت بہت قد آور ہو گیا تھا۔ ہم نے قریبی لوگوں سے اُس درخت کے بارے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ

''اب یہ درخت انتہائی شیریں پھل دیتا ہے اور یہ کہ سال میں دو مرتبہ دیتا ہے۔''

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

پہاڑ چل پڑا

حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ صحراؤں، دریاؤں، جنگلوں اور بیابانوں کے ساتھ ساتھ پہاڑوں پر بھی محوسفر رہتے تھے اور وہاں قیام بھی فرماتے تھے۔ ایک دفعہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک پہاڑ پر ڈیرہ لگائے رب ذوالجلال کے حضور ذکر وسجود میں مصروف تھے۔ اتنے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کسی کے آنے کی آہٹ سُنی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ عبادت وریاضت سے فارغ ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مڑکر دیکھا تو ایک شخص آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے کی خواہش لے کر بڑی دور سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تلاش میں آیا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے پوچھا۔

"میاں! اللہ تم پر اپنے فضل وکرم کی بارش فرمائے۔ یہ بتاؤ کہ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں؟"

اُس شخص نے کہا

"یا حضرت رحمۃ اللہ علیہ! میں کسی قسم کی خدمت آپ رحمۃ اللہ علیہ سے لینے نہیں آیا۔ میں تو صرف نیازمندی کی خاطر حاضر ہوا ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس اُس وقت جو کچھ

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

کھانے کو تھا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے پیش کیا مگر اُس نے بتایا کہ وہ زادِ راہ ساتھ لایا ہے اور اُسے کسی قسم کی حاجت نہیں ہے۔"

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بار پھر اُس سے یہی سوال دہرایا

"میاں! بتاؤ میں آپ کے کس کام آ سکتا ہوں؟"

اُس نے کہا

"آپ رحمۃ اللہ علیہ اگر بار بار پوچھ رہے ہیں تو پھر مجھے ایک سوال کرنے کی اجازت مرحمت فرمایئے!"

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا

شوق سے پوچھیے۔ تمہیں کیا پوچھنا ہے؟ میں تمہارے ہر سوال کا جواب دینے کے لئے حاضر ہوں۔"

اُس نے کہا

صرف اتنا بتا دیجئے کہ اہل حق کے مکمل ہونے کی کیا علامت ہے؟"

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بلا توقف فرمایا

"میاں! اُس کی علامت یہ ہے کہ اگر وہ پہاڑ کو بھی چلنے کا حکم دے تو وہ چل پڑے اور اپنی جگہ چھوڑ دے۔"

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا تھا کہ جس پہاڑ پر وہ شخص اور آپ رحمۃ اللہ علیہ بیٹھے گفتگو کر رہے تھے وہ اسی لمحے چل پڑا۔ وہ شخص یہ دیکھ کر خوشی و تعجب کی ملی جلی کیفیت میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف دیکھنے لگا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پہاڑ کو چلتے دیکھا تو آپ رحمۃ

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

اللہ علیہ نے پہاڑ سے مخاطب ہو کر فرمایا

اے پہاڑ! میں نے تجھ سے چلنے کو نہیں کہا۔ میں نے صرف مثال دی ہے۔"

اس پر پہاڑ وہیں رک گیا اور وہ شخص اہل حق کی تکمیل کے عملی مظاہرہ کا بچشم خود نظارہ کرنے کے بعد آپؒ سے دعائیں لیتا ہوا وہاں سے رخصت ہوا۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

طوفان بلاخیز!

اسی طرح ایک دفعہ حضرت ابراہیم ادھمؒ کشتی پر سفر کر رہے تھے۔ آپؒ کے ساتھ کشتی میں اور مسافر بھی تھے۔ سمندر کے عین بیچوں بیچ جب کشتی پہنچی تو طوفان کے آثار نمایاں ہوئے۔ یکا یک طوفان میں تیزی آگئی۔ کشتی کے اُلٹنے کے امکانات صاف دکھائی دینے لگے۔ ہر شخص کو یقین ہو چلا کہ کشتی کسی بھی لمحے ڈوب سکتی ہے کیونکہ طوفان تیز سے تیز تر ہوتا جا رہا تھا۔

حضرت ابراہیم ادھمؒ جب سے کشتی میں سوار ہوئے تھے آپؒ مسلسل قرآن مجید فرقان حمید کی تلاوت میں مصروف تھے۔ آپؒ نے جب طوفان کی بگڑتی صورت حال دیکھی تو آپؒ نے قرآن پاک اوپر بلند کیا اور رب کائنات سے مخاطب ہو کر فرمایا:

''اے حیات و ممات کے مالک ! اے رب رحمٰن و رحیم ! تیرے علم میں ہے کہ ہم تیرے گنہگار بندے ہیں مگر ہم تیری رحمت کے طلبگار ہیں۔ ہمارے ہمراہ تیری مقدس کتاب بھی ہے۔ اگر آج ہم لوگ ڈوب گئے تو تیری کتاب کا بھی ہمارے ساتھ ڈوبنے کا خطرہ ہے۔ تجھے اپنے اس کلام پاک

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

کا واسطہ! اس کتابِ مقدس کی برکت و عظمت سے ہمیں بچالے۔ ہمیں اپنی رحمت میں لے لے۔ اس طوفان بلاخیز کو ٹال دے۔ اپنی ناراضی کو اپنی رحمت کے دامن میں چھپالے۔"

آپؑ نے جیسے ہی یہ دُعا مانگی تو طوفان تھم گیا۔ اچھلتی موجوں کو قرار آ گیا۔ ہواؤں نے رُخ بدل لیا اور سب لوگ بخیر و عافیت اپنی منزل پر پہنچ گئے۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

چٹائی میں لپٹا شخص!

حضرت ابراہیم ادھمؒ نے ایک مناسب و معقول وقت مکہ معظمہ، مدینہ منورہ اور بیت المقدس میں گزارا۔ آپؒ ان پاکیزہ و مطہر مقامات کی ازحد قدر کرتے تھے اور وہاں پہ قیام کرنا اپنے لیے باعث سعادت و افتخار سمجھتے تھے تاہم آپؒ چونکہ پردیسی ہوتے تھے۔ اس لیے آپؒ کی مستقل جائے قیام کہیں بھی نہ تھی ۔ جہاں جگہ ملتی تھی بیٹھ جاتے تھے۔ زیادہ تر مساجد ہی میں قیام فرماتے تھے۔

ایک رات آپؒ بیت المقدس میں مقیم تھے۔ آپؒ چپکے سے وہاں پہنچے اور چٹائی لپیٹ کر ایک خفیہ کونے میں بیٹھ گئے کیونکہ آپؒ کو اندیشہ تھا کہ خدام باہر نہ نکال دیں۔ آپؒ بیٹھ کر ذکر الٰہی میں مصروف ہو گئے۔ ابھی ایک تہائی رات باقی تھی کہ دروازہ خود بخود کھلا۔ آپؒ اس جانب متوجہ ہوئے تو آپؒ نے دیکھا کہ ایک بزرگ 140 افراد کے ہمرکاب اندر داخل ہوئے۔ وہ تمام حضرات ٹاٹ کے لباس زیب تن کیے ہوئے تھے اور ان سب کے لبوں پر ذکر الٰہی جاری و ساری تھا۔

ان تمام افراد نے آتے ہی محراب مسجد میں نماز نفل ادا کی۔ نماز کے بعد دعا کے لیے ہاتھ بلند کیے اور کافی دیر تک رب العزت کے حضور دعا کرتے رہے۔ آپؒ بھی ان کی اس دعا میں شریک ہو گئے مگر آپؒ اپنی جگہ پر ہی بیٹھے رہے کہ کہیں انہیں آپؒ کا

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

موجودگی کا علم نہ ہو جائے۔ دعا میں اس قدر رقت تھی کہ سب کے چہرے آنسوؤں سے تر ہو گئے۔ اس گریہ وزاری کے بعد وہ محراب کی جانب پشت کر کے بیٹھ گئے۔ حضرت ابراہیم ادھمؒ ان کی یہ تمام حرکات وسکنات دیکھ رہے تھے مگر بالکل خاموش تھے۔

تھوڑی دیر کے بعد انہوں نے گفتگو شروع کی۔ ان میں سے ایک نے کہا:

''آج یوں محسوس ہوتا ہے کہ مسجد میں کوئی شخص ایسا ضرور موجود ہے جس کا تعلق ہماری جماعت سے نہیں حالانکہ پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا۔''

دوسرے شخص نے کہا:

''کیا میں آپ لوگوں کو بتاؤں کہ وہ شخص کون ہے؟''

سب نے یک زبان ہو کر کہا:

''ضرور بتاؤ اور فوری بتاؤ۔''

اس نے کہا:

''وہ شخص جو آج اس مسجد میں موجود ہے اور ہماری جماعت سے اس کا تعلق نہیں وہ ابراہیم ادھمؒ ہے۔ اسے 40 راتیں عبادت وریاضت میں گزر گئی ہیں مگر وہ لذت کی منزل کو ابھی تک نہیں پہنچ سکا۔ البتہ اگر وہ ہماری جماعت سے منسلک ہو جائے تو اس کی یہ کیفیت ختم ہو سکتی ہے۔''

حضرت ابراہیم ادھمؒ نے جیسے ہی ان لوگوں کے منہ سے اپنا نام سُنا اور اپنے بارے میں حقیقی بات آپؒ کے کانوں تک پہنچی تو آپؒ فوراً چٹائی سے باہر نکل آئے اور ان کے پاس پہنچے۔ آپؒ نے ان لوگوں کو سلام کیا۔ سلام کے جواب کے بعد ان لوگوں نے آپ سے کہا:

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

''ابراہیم ادھمؒ! کیا ہم نے غلط کہا؟''

آپؒ نے فرمایا:

''حرف بہ حرف درست کہا مگر میں آپ کی جماعت میں شامل ہونا چاہتا ہوں اس کے لیے مجھے کیا کرنا ہوگا۔''

انہوں نے اپنے بزرگ کی طرف اشارہ کیا اور بتایا کہ ہمارے بزرگ ہی اس امر کی اجازت دیں گے تو پھر آپ ہماری جماعت میں شمولیت اختیار کرسکیں گے۔

حضرت ابراہیم ادھمؒ نے بزرگ کی طرف متوجہ ہو کر شمولیت کی درخواست کی تو انہوں نے بصد خوشی منظور کر لی۔ یوں حضرت ابراہیم ادھمؒ اس جماعت میں شامل کر لیے گئے۔ آپؒ ایک مخصوص عرصہ تک اس جماعت میں شامل رہے پھر آپؒ نے ان سے اس لیے علیحدگی اختیار کر لی کیونکہ آپؒ ہمیشہ سفر و حضر میں رہنے کے قائل تھے۔ ایک ہی جگہ پر زیادہ دیر یا مستقل قیام نہیں فرماتے تھے بلکہ جائے قیام بدلتے رہتے تھے۔

مزید کتب پڑھنے کے لیے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

کھول دو، بند کرلو!

ایک دفعہ حضرت ابراہیم ادھمؒ سے کسی نے پوچھا:

''یا حضرتؒ! یہ فرمائیے کہ آپؒ کے اوقات کن مشاغل میں گزرتے ہیں؟''

آپؒ نے فرمایا:

''میں چار سواریاں ہر وقت اپنے ساتھ رکھتا ہوں۔ جب رب ذوالجلال مجھے نعمت سے نوازتے ہیں تو میں شکر کی سواری پر سوار ہو جاتا ہوں اور اسے تیزی کے ساتھ دوڑاتا ہوں۔ جب میں فرمانبرداری کرتا ہوں تو خلوص کی سواری استعمال کرتا ہوں۔ جب کسی تکلیف میں مبتلا ہوتا ہوں تو صبر کی سواری پر سوار ہو کر تکلیف کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتا ہوں اور جب معصیت کا مرتکب ہوتا ہوں تو ندامت و توبہ کی سواری میرے کام آتی ہے۔ اگر میں یہ چاروں سواریاں بوقت ضرورت استعمال نہ کرتا تو خدا معلوم میں کس قدر

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

اندوہناک مقام پر ہوتا۔ انشاء اللہ یہی سواریاں ہی مجھے منزل مراد تک پہنچائیں گی''۔

حضرت ابراہیم ادھمؒ سے سرراہ ایک دفعہ ایک شخص نے نصیحت طلب کی۔ اس نے عرض کی:

''یا حضرت! مجھے صرف ایک ہی نصیحت کرو جس پر میں عمل کر سکوں۔''

آپؒ نے فرمایا:

''کھلے ہوئے بند کر لو اور بند کو کھول دو۔''

اس شخص نے عرض کی:

''میں اس کا مفہوم صحیح طرح سمجھا نہیں۔ ازراہ صد لطف و عنایت اس کا مطلب بتا دیجیے۔''

حضرت ابراہیم ادھمؒ نے فرمایا:

''میاں! اس کا مطلب یہ ہے کہ سیم وزر کی محبت ترک کر دو جب کہ سخاوت و ایثار کی تھیلی کا منہ کھول دو۔''

اس شخص نے کہا:

''حضرت! میں آپؒ کے ارشاد کا مفہوم بالکل سمجھ گیا ہوں۔ اب اسی پر ہی عمل کروں گا۔ آپؒ میرے حق میں میری نجات کی دعا کیجیے۔''

حضرت ابراہیم ادھمؒ نے فوری طور پر بارگاہ ایزدی میں دعا کے لیے ہاتھ بلند کیے اور اس شخص کے لیے دعا کی۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

کاندھوں پر سفر

حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ کے ایک قریبی ساتھی حضرت سہیل رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ وہ سخت بیمار ہو گئے۔ یہ واقعہ اس وقت ہوا جب دونوں محوِ سفر تھے۔ حضرت ابراہیم ادھمؒ نے اپنے ساتھی حضرت سہیلؒ کے علاج پر وہ تمام رقم خرچ کر دی جو اُن کے پاس تھی۔ جب نقد رقم ختم ہوگئی تو حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا خچر فروخت کر کے بھی جو رقم حاصل ہوئی وہ بھی حضرت سہیل رحمۃ اللہ علیہ کے علاج معالجہ پر خرچ کر دی۔ رب تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے حضرت سہیل رحمۃ اللہ علیہ کو شفاء سے نوازا۔

شفایابی کے بعد حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت سہیل رحمۃ اللہ علیہ نے اُن کے خچر بارے دریافت کیا تو حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ

"وہ تو میں نے آپ کے علاج کی خاطر فروخت کر دیا۔"

حضرت سہیل نے پوچھا

"یا حضرت رحمۃ اللہ علیہ! اب سفر کس طرح ہوگا؟"

حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

"اب آپ میرے کاندھوں پر سفر کریں گے۔"

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

اور چشم فلک نے دیکھا کہ حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی یہ بات پوری کی۔ وہ اس طرح کہ حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سہیل رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے کاندھوں پر بٹھا کر تین منزل کا سفر طے کیا۔

جب حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے بلخ کی حکومت وسلطنت اور شاہی شان وشوکت کو خیر باد کہا تھا تو اُس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک چھوٹا سا بیٹا بھی وہاں تھا جو اکثر اپنی والدہ سے اپنے والد کے بارے سوال کیا کرتا تھا مگر اس کی والدہ اُسے یہی بتایا کرتی تھی کہ

''بیٹا! آپ کے والد اس سلطنت کے بادشاہ تھے اب اللہ کی راہ کے فقیر ہیں۔ ذکر الٰہی میں مشغول رہتے ہیں اور لحہ لحہ ان پر خوف خدا طاری رہتا ہے۔''

حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ کا بیٹا جب جوان ہوا تو اس کو والدہ نے اس کے اصرار پر بتایا کہ

''بیٹا! اس وقت تمہارے والد مکہ معظمہ میں مقیم ہیں۔''

یہ سنتے ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے نے حج پر جانے کے لئے منادی کرادی اور اعلان کرایا کہ جو شخص بھی اس کے ہمراہ حج پر جانا چاہے جا سکتا ہے۔ اس اعلان پر کوئی 4000 افراد اُس کے ساتھ چلنے پر آمادہ ہو گئے۔ چنانچہ ہزاروں افراد کا قافلہ حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ کے فرزندار جمند کی سرکردگی میں مکہ معظمہ پہنچا۔ اُس نے وہاں اپنے والد محترم کے بارے میں دریافت کیا تو وہاں کے شیوخ نے بتایا کہ

''حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ ہمارے پیر ومرشد ہیں۔ اس وقت وہ جنگل سے لکڑیاں لینے گئے ہوئے ہیں تاکہ انہیں فروخت کر کے اپنے اور خاص طور پر ہمارے لئے کھانے کا بندوبست فرمائیں۔''

مشائخ عظام کا یہ جواب سن کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کا بیٹا جنگل کی جانب دوڑا۔

Marfat.com

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

راستے میں اُسے ایک بوڑھا شخص سر پر لکڑیوں کا گٹھا اُٹھائے ملا مگر وہ یہ فیصلہ نہ کر پایا کہ یہی اُس کے والد محترم ہیں یا کوئی اور! تاہم وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے پیچھے ہو لیا۔ اُس نے دیکھا کہ اُس بوڑھے شخص نے بازار میں پہنچ کر آواز لگائی۔

''کون ہے جو پاکیزہ مال کے بدلے پاکیزہ مال خریدے!''

یہ سن کر ایک شخص نے روٹیوں کے عوض وہ لکڑیاں خرید لیں۔ جنہیں لا کر اُس بوڑھے شخص نے اپنے عقیدت مندوں کے سامنے رکھ دیا اور خود یادِ الٰہی میں مشغول ہو گئے۔ اِس پر حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید نے اُسے بتایا کہ

''یہی تو ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو تمہارے والد ماجد ہیں۔''

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا بیٹا جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے آیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً اُسے پہچان کر گلے لگا لیا اور پوچھا:

''بیٹا! تمہارا دین کیا ہے؟''

اُس نے کہا: ''اسلام''

پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا

''بیٹا! کیا تم نے قرآن پاک پڑھا ہے؟''

اُس نے کہا

''جی ہاں والد محترم''

یوں ایک عرصے سے بچھڑے ہوئے باپ بیٹا آپس میں مل گئے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

چھ باتوں کا جواب دو!

حضرت ابراہیم ادھمؒ دن بھر مزدوری کرتے۔ مزدوری سے جو رقم حاصل ہوتی وہ آپؒ اپنے ارادت مندوں پر خرچ کر دیتے۔ ایک رات ایسا ہوا کہ آپؒ کو گھر پہنچنے میں تاخیر ہوگئی۔ اس خیال سے کہ شاید آپؒ آج نہ آسکیں گے سب مرید کھانا کھا کر سو گئے اور خواب خرگوش کے مزے لینے لگے۔

حضرت ابراہیم ادھمؒ جب واپس لوٹے تو دیکھا کہ سب ارادت مند سو رہے ہیں۔ آپؒ نے خیال کیا کہ شاید سب لوگ میرا انتظار کرنے کے بعد بھوکے ہی سو گئے ہیں۔ چنانچہ آپؒ آٹا لے کر آئے اور آگ جلانے میں مصروف ہو گئے تاکہ روٹیاں تیار کر کے مریدین کو جگائیں اور انہیں کھانا پیش کریں۔

اتفاق سے اسی لمحے ایک مرید کی آنکھ کھل گئی۔ اس نے پوچھا:

''یا حضرتؒ! آپؒ یہ اس قدر تکلیف کیوں برداشت کر رہے ہیں اور آگ کیوں جلا رہے ہیں؟''

آپؒ نے فرمایا:

''شاید تم لوگ بغیر کچھ کھائے پیئے سو گئے اس لیے میں کھانے

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

کی تیاری میں مصروف ہوں تاکہ کھانا تیار ہو تو تمہیں جگا کر پیش کروں۔''

اس پر مرید نے آپؒ کو بتایا کہ:

''ہم تو سب لوگ کھانا کھا کر ہی سوئے ہیں۔''

کسی نے حضرت ابراہیم ادھمؒ سے نصیحت کرنے کی آرزو کی اور کہا:

''حضرت! آپؒ اپنے تجربے اور مشاہدے کی روشنی میں ایسی نادر و نایاب نصیحت کیجیے کہ جو میری دنیا ہی بدل دے۔''

آپؒ نے فرمایا:

''غور سے سنو اور خوب یاد رکھو کہ چھ عادات اختیار کرنے سے دنیا بدل سکتی ہے۔ پہلی یہ کہ جب تم گناہ کا ارتکاب کرتے ہو تو رب تعالیٰ کا رزق مت استعمال کرو۔ دوسری بات یہ کہ گناہ کا ارادہ کرو تو رب تعالیٰ کی مملکت سے نکل جاؤ۔ تیسری بات یہ کہ گناہ ایسی جگہ جا کر کرو جہاں رب تعالیٰ نہ دیکھ رہا ہو۔ چوتھی بات یہ کہ موت کے فرشتے سے توبہ کا وقت طلب کرو۔ پانچویں بات یہ کہ منکر نکیر کو اپنی قبر میں مت آنے دو اور سب سے آخری بات یہ کہ جب جہنم میں جانے کا حکم ملے تو وہاں جانے سے انکار کردو۔''

اس شخص نے عرض کی:

''یا حضرت! یہ تمام کام تو ناممکنات میں سے ہیں۔ ان میں سے کوئی کام بھی ایسا نہیں جو ہو سکتا ہو اور قابل عمل ہو۔''

آپؒ نے فرمایا:

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

''جب یہ تمام باتیں ناممکن العمل ہیں تو پھر گناہ مت کرو۔ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ رب تعالیٰ کا رزق استعمال کرو۔ اسی کی سلطنت میں رہو اور اسی کے سامنے اس کی حکم عدولی بھی کرو۔''

ایک دفعہ لوگوں نے حضرت ابراہیم ادھمؒ سے دعاؤں کی عدم قبولیت کی شکایت کی۔ آپؒ نے فرمایا:

''تم رب تعالیٰ کو اچھی طرح پہچانتے ہوئے بھی اس کی اطاعت نہیں کرتے۔ قرآن وسنت سے واقف ہوتے ہوئے بھی ان کے احکام پر عمل پیرا نہیں ہوتے۔ رب تعالیٰ کا رزق کھا کر بھی اس کا شکر ادا نہیں کرتے۔ جنت میں جانے اور جہنم سے نجات پانے کا انتظام نہیں کرتے۔ ماں باپ کو اپنے سامنے قبروں میں اُتار کر بھی عبرت حاصل نہیں کرتے۔ ابلیس کو دشمن جانتے ہوئے بھی اس کی مخالفت نہیں کرتے۔ موت کی آمد کا یقین رکھتے ہوئے بھی اس سے بے خبر رہتے ہیں۔ اپنے عیوب سے واقف ہوتے ہوئے بھی دوسروں کے عیوب تلاش کرتے ہیں۔ پھر آپ خود سوچیں کہ ایسے لوگوں کی دعائیں کیسے قبول ہو سکتی ہیں۔''

حضرت شیخ فریدالدین عطارؒ کے مطابق آج تک یہ وثوق سے نہیں کہا جا سکتا کہ آپؒ کا انتقال کب اور کہاں ہوا؟ البتہ بعض حضرات اس خیال کے حامی ہیں کہ آپ کا مزار بغداد میں ہے جب کہ بعض حضرات آپؒ کی قبر کو حضرت لوط علیہ السلام کی شام میں قبر کے نزدیک بتاتے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

باذوق لوگوں کیلئے خوبصورت کتاب

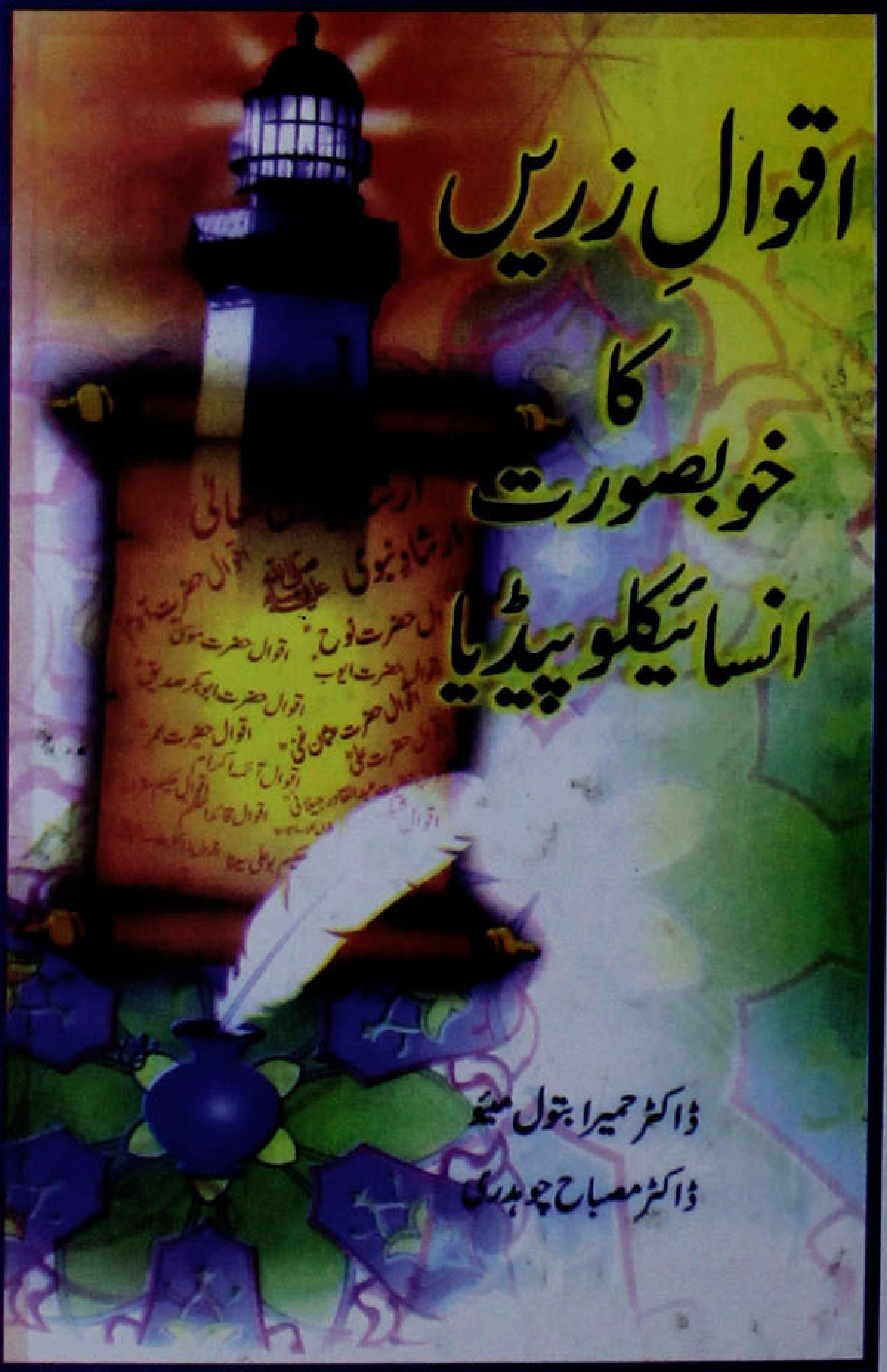

اقوالِ زریں
کا
خوبصورت
انسائیکلوپیڈیا

ڈاکٹر حمیرا بتول میئو
ڈاکٹر مصباح چوہدری

حق پبلی کیشنز
A-2 سید پلازہ چیٹر جی روڈ اُردو بازار لاہور
PH: 7220631 Mob:0300-9422434